SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday July 29, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at **ten** of the clock in the **morning,** with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم الله الرحمن الرحيم

إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم و
اتقوا الله لعلكم ترحمون ﴿١﴾ يايها الذين امنوا
لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم
ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن
ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا بالالقاب بئس
الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب
فاولئك هم الظلمون

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday July 29, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at **ten** of the clock in the **morning**, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم الله الرحمن الرحيم

إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم و
اتقوا الله لعلكم ترحمون ۝١ يا أيها الذين آمنوا
لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم
ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيرا منهن
ولا تلمزوا أنفسكم ولا تنابزوا بالألقاب بئس
الاسم الفسوق بعد الإيمان ومن لم يتب
فأولئك هم الظلمون

ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔ اور خدا
سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ مومنو کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن
ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں
اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ایمان لانے کے
بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ غالباً پہلے Question Hour suspend کرنا پڑیگا۔
What about adjournment motions? اس کے بارے میں کیا کریں گے۔

جناب محمد علی خان: adjournment motions کر لیں گے۔

Mr. Chairman: Right.

Motion under Rule 236.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, I beg to move:

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding asking and answering of questions be suspended for today's sitting".

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Ali Khan:

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 38 of the said rules regarding asking and answering of questions be suspended for today's sitting".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The Question Hour stands suspended.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now, we take up Leave Applications.

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جمال سید میاں نے ناسازئ طبع کی بنا پر ایوان سے ۱۸ تا ۲۷ جولائی
رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب میاں سومرو صاحب نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۲۹ اور ۳۰ جولائی کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman: We come to the adjournment motions. We have an unfinished adjournment motion. This was regarding the non-supply of railway wagons to the Ittefaq Foundry.

اس پر وزیر صاحب نے بیان دیا تھا۔ طارق چوہدری صاحب اب آپ اس کا جواب دے سکیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی بالکل۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ جی، ڈاکٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں جواب دے رہا تھا۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

(i) Re: NON-SUPPLY OF RAILWAY WAGONS TO ITTEFAQ FOUNDRY

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! میں گزارش کر رہا تھا کہ بنیادی طور پر یہ ایک single issue نہیں بنتا۔ دوسری بات ہے اس میں public importance کی کوئی urgency نہیں تھی اور ساتھ ہی اس کے ضمن میں یہ بھی گزارش کروں گا قریباً جب سے یہ مسئلہ بنا ہے اس دن سے مسلسل اخبارات میں اشتہار آ رہے ہیں جن کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے اگر وہی استعمال کر لیے جاتے تو سکریپ کا بہت سارا.....

جناب چیئرمین: آپ اس کی بات کریں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ڈیڑھ ماہ سے سپلائی دیگئیں نہیں کیں آپ اس کی بات کریں آپ ان کے.....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: دوسری بات کر رہا ہوں۔ اس میں facts کی بات ہے

جناب چیئرمین:

You should not be worried about other peoples' problems.

اس کو چھوڑیں آپ اپنی ذمہ داری کی بات کریں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ڈیڑھ مہینے سے ویگنیں نہیں دی ہیں وہ کہتے ہیں اس سے labour un-rest ہو رہا ہے پبلک لمیٹیڈ کمپنی ہے ۳۵۰۰ ملازمین ہیں اس کی بات کریں۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس میں گورنمنٹ آف پاکستان کا کون سا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا بتائیں نان ۔ وہ بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس کا کوئی حصہ نہیں بنتا یہ تمام الزامات جو اتفاق فونڈری والے لگا رہے ہیں یہ غلط ہیں بلکہ اس کو سیاسی مسئلہ بنا کر اپنے آپ کو بڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اب میں آپ کی توجہ

"Practice and Procedure of Parliament by M.N.Kaul, page 420; Matter must be definite

(a) relate to a single specific matter. An adjournment motion to discuss an inquiry report as a whole has been held as not relating to a specific matter".

اس میں یہ ہے کہ اگر انکوائری رپورٹ بھی بنائی جائے جیسا کہ اس ایڈجرنمنٹ موشن کا منشا ہے تو وہ بھی بنیادی طور پر single matter نہ ہونے کی وجہ سے lose کر جاتا ہے similarly یہ جو متن دیا گیا ہے اس ایڈجرنمنٹ موشن کا اور معزز اراکین نے دیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ single matter نہیں بنتا بلکہ ایک بیان بنتا ہے جس میں بہت سارے issues ہیں وہ incorporate کر دیئے گئے ہیں اس وجہ سے اس کی basic quality جو ہے جس کے لیئے اس کو ایک ایسا single matter ہونا چاہیئے وہ طاقت lose ہو چکی ہے دوسرا میں آپ کی توجہ بی پیراگراف کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور جس میں ایک بہت اہمیت کی چیز دی گئی ہے ۔ اس پیراگراف کے درمیان میں یہ پانچویں لائن بنتی ہے

"or attitude of government when government has not disclosed any attitude"

کہ گورنمنٹ کے روپے کے حوالے سے اگر کوئی چیز پیش کی جائے تو بنیادی طور پر وہ تحریک التوا بن ہی نہیں سکتی جبکہ گورنمنٹ نے کسی قسم کے روپے کے بارے میں نہ بیان دیا ہو نہ اس کے کچھ تاثرات ہوں اس طریقہ سے attitude یعنی اس کے روپے کے بارے میں یہ کہنا چونکہ یہ صورت حال ہے اس لیے اس کا رویہ یہ ہے چونکہ یہ واقعہ ہو چکا ہے اس لیئے اس کے رویے ہم کہہ سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ گورنمنٹ کی صورتِ حال ہے اس وجہ سے مسئلہ پیش ہو رہا ہے تو attitude کے بارے میں کسی قسم کی اس طریقہ کار سے ایڈجرنمنٹ موشن نہیں پیش کی جا سکتی۔ اور اس کے آگے اگر ہم چلیں

or late running of trains and increase in the number of railway **accidents**, has been held to be not in order.

اس قسم کی کوئی بات جو اس ضمن میں ہے مثلاً کہ ریلوے کی گاڑیاں لیٹ چل رہی ہیں یا صورتحال اس طرح سے پیش کی جا رہی ہے یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بن سکتی۔ اور نہ بنیادی طور پر out of order ہے۔ آگے صفحہ ۴۲۱ ہے Matter must be urgent اس ضمن میں وہی اسکا پہلا پیراگراف ہے۔ اور اس کا last سے above

A matter must be urgent, must have arisen suddenly in the state of an emergency.

یہ continuing process ہے۔ اور یہ ایک emergency کی شکل میں نہیں اٹھا۔ صورتِ حال زیر غور رہی ہے telex موجود ہے اس طریقہ کار سے یہ emergency نہیں بنتی۔ اس لیے یہ بنیادی طور پر ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتی۔ پھر آپ Page - 422 کا 2nd paragraph بغور مطالعہ کریں۔ تو آخری دو لائنیں میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں

A matter which has been continuing for sometime cannot be raised through an adjournment motion.

یہ تو خود اس سے ظاہر ہے یہ بہت دنوں کی بات ہے اور صورتحال کا urgency factor

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

جو ہے سے بنیادی طور پر وہ ختم ہو چکا ہے۔ ان قواعد کی رو سے متعلقہ قاعدہ کو بھی اگر آپ دیکھیں تو جناب والا! ایڈجرنمنٹ موشن کے متعلق 75 میں یہ بات clear کی گئی ہے۔ اور بھی قواعد ہیں جن کے ضمن میں، میں نے یہ پارلیمانی روایات کے through کچھ چیزیں پیش کی ہیں۔ آپ اگر اسی کسوٹی پر پرکھیں اور ہمارے رولز اور روایات بھی وہی ہیں کہ تحریک التواء کیلئے یہ قواعد ہونے چاہئیں۔ اور یہ اصول وضع کئے گئے ہیں اس میں آپ دیکھیں تو یہ رول 75 کے سب رول (1) کے تحت it shall raise an issue of urgent public importance تو اس میں بھی یہی ہے کہ بنیادی اہمیت کا ایک خاص مسئلہ ہو جو یہ بنیادی طور پر نہیں ہے It shall relate substantially to one definite issue. کہ بنیادی طور پہ ایک مسئلہ ہو It shall be restricted to the matter of recent occurrence. تو ایسی چیز ہو جو فوری طور پر emergency create کرے۔ اور یہ 8 تاریخ سے آج 29 تاریخ تک کافی دن ہو چکے ہیں اور چند دن ہوئے اس تحریک التوا کو فلور پہ لایا گیا اگر اس میں بنیادی طور پہ emergency ہوتی تو پہلے ہی دن جس دن یہ واقعہ ہوا تھا یہ ہاؤس میں لایا جانا چاہیئے تھا کیونکہ اس کی اہمیت سامنے تھی، اور اس کو اب کوئی deny نہیں کر سکتا اتنے دنوں میں التوا میں رکھنے کی وجہ سے، تو یہ بنیادی طور پر تحریک التوا نہیں بنتی۔ اب ان حقائق کے پیش نظر میں آپ سے استدعا کروں گا کہ یہ تحریک التواء نہیں بنتی۔ اب آپ ان حوالہ جات اور قواعد کی رو سے اس کو اگر خارج فرما دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی جناب طارق چوہدری صاحب آپ نے یہ سن لیا ہے......

جناب محمد طارق چوہدری: جی جناب میں نے سن لیا ہے اس کا جواب بھی دینا چاہتا ہوں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس دن یہ فرمایا تھا کہ اس میں کئی ایک چیزیں raise کی گئی ہیں کئی ایک باتوں کو چھیڑا گیا ہے۔ محترم چیئرمین! یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی بھی بات کا جواب محض ہاں یا نہ میں نہیں دیا جا سکتا۔ اور کوئی بھی تحریک التوا ہو یا

کسی بھی تحریک کو صرف ایک لفظ میں محیط نہیں کیا جا سکتا۔ صرف ایک لفظ میں، اس طرح کی ایک مثال ہے ایک دفعہ ایک سٹوڈنٹ کو ایک ٹیچر پڑھا رہے تھے انہوں نے کوئی سوال کیا تو جب سٹوڈنٹ جواب دینے لگا تو انہوں نے کہا کہ صرف ہاں یا نہ میں جواب دو، تو اس طالب علم نے کہا کہ نہیں جناب بعض اوقات ایسے سوالات ہوتے ہیں کہ جن کا جواب صرف ہاں یا نہ میں نہیں دیا جا سکتا تو استاد نے کہا کہ نہیں آپ کوئی سوال کریں میں آپ کو صرف ایک لفظ میں جواب دوں گا۔ تو اس شاگرد نے کہا کہ حضور یہ فرمایئے کہ کیا آپ کی بیگم صاحبہ آپ کو اب بھی جوتے مارتی ہیں؟ ..... تو استاد خاموش ہو گئے کیوں کہ اگر وہ کہیں ہاں تو بات ہی ختم ہو گئی اگر کہیں نہ تو مطلب تھا پہلے مارتی تھیں۔ تو اس طرح ہر بات ایسی نہیں ہوتی کہ ایک جملے میں بیان کر دی جائے ابھی آپ دیکھیئے یہاں پہ مثلاً ڈاکٹر ایک بالکل الگ چیز ہے ایک پروفیشن ہے۔ شیر ایک جانور کا نام ہے جنگل میں ہوتا ہے، افگن اس کو مارنے والے کو کہتے ہیں۔ نیازی ایک قبیلہ ہے اب ڈاکٹر شیر افگن نیازی، یہ چار چیزیں اکٹھی ملیں....

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ admissibility پہ بات کریں.... واقعات پر آپ بات نہ کریں.......

جناب محمد طارق چوہدری: جناب میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ جب یہ چار لفظ... ملتے ہیں تو ایک چھوٹا وزیر بنتا ہے جو adhoc بنیادوں پر ابھی تک یہاں بیٹھا ہے اسی طرح میں نے یہ بات کی ہے کہ میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ مسئلہ کیا ہے کہ لاہور میں واقع اتفاق فونڈری، اب یہ کہتے ہیں کہ جی یہاں لاہور کا ذکر ہے اتفاق کا ذکر ہے فونڈری کا ذکر ہے۔ ریلوے ویگنیں مہیا نہیں کی جا رہی ہیں یہ ہے جی ایک خاص issue، اور اس کے نتیجے میں کہ جی سکریپ نہیں اترا۔ یہ کہتے ہیں ایک اور بات آ گئی تو یہ ایک ہی چیز ہے...

جناب چیئرمین: یہ واقعات کے مطابق incidental چیزیں ہیں main issue ایک ہے...

جناب محمد طارق چوہدری: ایک issue ہے۔ نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اسے فوری طور پر اٹھایا نہیں گیا۔ جناب جس دن یہ اخبارات میں issue آیا اسی دن اس کی تحریک یہاں پہ بھیج دی گئی بذریعہ خط بھیج دی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ حضور اب یہ 14 جون کو یہ واقعہ ہوا تو اس وقت تو اجلاس ہی نہیں ہو رہا تھا اب ان کا استدلال یہ ہے کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا تو فوری طور پر یہاں اجلاس بلایا جاتا اسی وقت مجھے بلایا جاتا اور میں بیان دیتا۔ یہ اس طرح کی احمقانہ باتیں ہیں جناب، کہ یہ جو چیز ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔۔۔۔

جناب محمد طارق چوہدری: I am sorry جی اس کو واپس لے لیتا ہوں۔

جناب محمد طارق چوہدری: تو یہ اس طرح کی بات ہے مطلب یہ ہے کہ آپ خود سوچیں یہ کوئی دلیل ہے اتنی بودی باتیں کی جا رہی ہیں اس ایوان میں، وقت بھی ضائع کیا جا رہا ہے اب جناب بات یہ ہے کہ 7 مئی کو انہوں نے مجھے ایک لیٹر بھیجا ہے اتفاق والوں نے، کہ 27 مئی کو انہوں نے ریلوے کو معمول کے مطابق یہ اطلاع دے دی۔ 27 مئی کو جس طرح وہ ہمیشہ قانون کے مطابق کرتے تھے کہ جناب جہاز ہمارا اتنی تاریخ کو آنے والا ہے آپ ہمیں ریلوے ویگنیں مہیا کر دیں۔ وہ جہاز 12 جون کو کراچی پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر دوبارہ متعلقہ لوگ پورٹ ٹرسٹ کو اطلاع دیتے ہیں اور وہ ان کے لئے لیبر وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں labour hire کرتے ہیں جب labour hire ہو جاتی ہے تو 14 جون کو اس جہاز کو berth مہیا کر دی جاتی ہے چار دن تک وہ جہاز berth پر کھڑا رہتا ہے۔ تو جناب berth کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ سکریپ کو اتار کر اس پر رکھ دیا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب یہ واقعات جو بتا رہے ہیں یہ اس سے مختلف ہیں جو آپ نے بتائے ہیں تو kindly نوٹ کر لیں۔

Because I would like to have the comments of the Ministry on this.

کہ واقعات کیا ہیں۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں نے تو مستند ٹیلیکس اور تمام چیزیں اس میں دی ہیں۔۔۔ اگر وہ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ بعد میں پوچھیں گے میں نے کہا کہ آپ صرف نوٹ کر لیں یہ 12 کو، جہاز آیا۔ یہ ذرا نوٹ کر لیں تاکہ منسٹری سے پوچھ سکیں کہ کیا بات ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: 14 کی بات کا انکار کریں۔ 18 تک اگر برتھ نمبر 9 پر نہیں رہا اسکے بعد۔۔۔

(مداخلت)

جناب محمد طارق چوہدری: اچھا ہوتا یہ ہے کہ برتھ کے اوپر ویگنز آجاتی ہیں جہاز سے مال اتار کر ویگنوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور وہ ویگنز وہاں سے چلی جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 27 مئی کو اطلاع دی گئی، 12 جون کو جہاز آیا۔ 14 جون کو berth پہ لگا labour hire کی گئی، 14 سے 18 تک جہاز برتھ پہ لگا رہا لیکن ویگنیں وہاں نہیں بھیجی گئیں۔ اس عرصے میں جب شور اٹھا تو وزیر ریلوے کے آپ بیانات دیکھ سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس دفعہ جو کیبنٹ میٹنگ کے بعد بریفنگ ہوئی اس میں جو وزیر اطلاعات نے بیان دیا۔ اس میں بھی آپ اتفاق فونڈری اور ریلوے کا ذکر سن سکتے ہیں۔ اس لیے یہ اس طرح کی بات نہیں ہے کہ مرکزی حکومت اس میں کسی طرح ملوث نہیں ہے۔ بجائے خود ریلوے مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے۔ مرکزی حکومت کے زیر کنٹرول ہے۔

فرض کریں اگر یہ خود اس میں ملوث نہیں ہیں تب بھی ریلوے نے کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی وجہ سے ان کو ویگنیں مہیا نہیں کی ہیں اور اس کا نقصان ہوا ہے۔ نہ صرف ایک کروڑ روپیہ demurrage ان کو دینا پڑے گا نہ صرف یہ بلکہ ایک اور جہاز جو 29000 ٹن سکریپ لے کر وہاں سے چلنے والا تھا اور اس کو اب تک پہنچنا چاہیئے تھا اس کو بھی روک دیا گیا ہے اور متعلقہ جہاز جو اس وقت

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

یہاں کھڑا ہے اس نے یہ نوٹس دیا ہے کہ چالیس روز گزر چکنے کے بعد اب کسی بھی وقت وہ اس سکریپ کو کھلے سمندر میں پھینک کر جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نوٹس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ یعنی نہ صرف demurrage دینا پڑا نہ صرف تجارت متاثر ہوئی بلکہ اب 29000 ٹن پاکستان کا سکریپ جس کی قیمت foreign exchange میں ادا کر دی گئی ہے وہ 29000 ٹن سکریپ سمندر میں گر جائے گا۔

اب جناب یہ کہ جی یہ سکریپ کے لیئے ٹرک hire کر لیتے۔ جناب پھر یہ سکریپ کی nature سے بھی آگاہ نہیں ہیں کہ سکریپ کوئی اس طرح کی بند چیز نہیں ہے کہ جس کو این ایل سی کی بند ویگنوں میں ڈال دیا جائے اور اسی وجہ سے پہلے ۱۹۸۰ء بھی ۱۹۸۴ء سے ان کا باقاعدہ ریلوے کے ساتھ معاہدہ ہے۔ جس کے تحت وہ ان کو ویگنیں مہیا کرتے ہیں اور جس کے مطابق وہ سکریپ برتھ سے لے کر ان کی فیکٹری تک چلا جاتا ہے۔ تو یہ باقاعدہ ایک proper arrangement ہے اور ریلوے کو اسی لیئے لوگ hire کرتے ہیں۔ باقی رہا فاسفیٹ والا بہانہ تو اس پر میں نے عرض کر دیا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ ریلوے مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ ریلوے نے ان کو ویگنیں مہیا نہیں کیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ ویگنیں کھڑی ہیں، ویگنیں خالی ہیں، ویگنیں زیر استعمال نہیں ہیں مختلف جگہوں پر ویگنیں کھڑی ہونے کے باوجود ان کو مہیا نہیں کی گئیں۔

نمبر ۳ یہ کہ یہ چونکہ مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اور یہ ہماری فوری توجہ کا اس لیے طالب ہے کہ نہ صرف اس سارے عرصے میں demurrage پڑ رہا ہے قومی نقصان ہو رہا ہے، لیبر فارغ ہے، فیکٹری بند ہے، نہ صرف یہ بلکہ اب وہ جہاز اس سکریپ کو پھینک کر واپس جانے والا ہے لہذا یہ ہماری فوری توجہ کا مسئلہ ہے۔ آپ فرض کریں اور آپ ایک لمحے کے لیے سوچیں کہ اگر یہ جہاز مسٹر زرداری کا ہوتا، خدا کے لیئے آپ مجھے بتائیے کہ کسی کی جرأت تھی کہ فاسفیٹ کو وہاں زمین پر بھی پھینک کر واپس جاتا۔ آپ ذرا اس طرح سوچیں جی۔ قاعدہ ۷۵ (الف) کو آپ پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ continuing nature کی بات ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے ؟

جناب محمد طارق چوہدری: جناب continue تو یہ ہو گیا۔ دیکھیں، ایک آدمی قتل کیا جا رہا ہے۔ میں نے آ کر آپ کو دہائی دی۔ آپ کہتے ہیں کہ اس کو تو کلاشنکوف سے نہیں، دیکھیں وہ چاقو سے آہستہ آہستہ ذبح کر رہے ہیں۔ یہ تو جناب continue matter ہے۔ جناب continue matter ہے پہلے وہاں آیا جہاز جواب تک کھڑا ہے اور مسلسل نقصان ہو رہا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ویگنیں مہیا نہیں کی گئیں۔ یہ ایک مسئلہ ہے اور اس کے نتیجے میں باقی سارا کچھ ہو رہا ہے۔ اب اس میں اور urgency یہ آ گئی ہے کہ ان کو یہ نوٹس مل چکا ہے کہ جی چالیس دن پورے ہو گئے ہیں اور وہ اس کو پھینک دیں گے۔ اب باقی جناب آپ چیئرمین ہیں، آپ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ یہ فیصلہ آپ کریں گے پاکستان کے مفاد میں اور ہمارے اس قاعدہ ۷۵ کے مطابق دیانتداری سے فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ میں نے ایک issue raise کر دیا ہے۔ میرے یہ دلائل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ۷۵ (اے) (بی)، (سی)، (ڈی)، (ای) بالکل relevant ہے اور اس کے مطابق ہماری یہ تحریک بنتی ہے اور یہ (ایم) کا جو میں نے اس دن بھی حوالہ دیا تھا کہ (ایم) کے اندر یہ آ سکتا ہے کہ کہ نہ بنے کیونکہ (ایم) میں کہا گیا ہے کہ ایک ایسا مسئلہ جو secret اور sensitive ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بڑا secret ہو۔

جناب چیئرمین: آپ کہہ رہے ہیں کہ ویگنیں موجود ہیں اور یہ نہیں دے رہے تو پھر کیا وجہ ہے، کیوں نہیں دے رہے آپ کے خیال میں ؟

جناب محمد طارق چوہدری: جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاسی مخالفت کا معاشی جبر ہے سیاسی مخالفت کا معاشی حل نکالا جا رہا ہے اس کو آپ جناب admit کریں۔ میں یہاں پر ثبوت مہیا کروں گا۔ میں بھی اپنے documents اور لوگوں سے معلومات اکٹھی کر کے یہاں مہیا کروں گا حکومت بھی کرے گی۔ پوری قوم کو بھی خبر ہو گی۔ آپ کو بھی خبر ہو گی ایوان کو بھی خبر ہو گی ایک دفعہ سارا سچ جھوٹ کھل کے سامنے آ جائے گا یہ ہے جناب میری درخواست۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ کسی کو اس پر بولنے کی اجازت نہیں ہے۔

I think both sides have said what they wanted.

(ڈاکٹر شیر افگن سے مخاطب ہو کر) آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ بہرہ ور سعید صاحب آپ اس کیس میں mover تو نہیں ہیں ناں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: صرف ایک نکتہ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ بقیہ صورتِ حال کی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ continuing process ہے ممبر صاحب نے یہ خود فرمایا ہے کہ اتفاق والوں سے میرا رابطہ ہوا ہے۔ یہ بات انہوں نے خود کہی ہے۔ اس ضمن میں، میں آپ کی توجہ Parliamentary Practice کے صفحہ ۲۵۹ کی طرف مبذول کراؤں گا۔

"Members having personal, pecuniary or direct interest in a matter before the House or a Committee."

جناب چیئرمین: یہ personal تو نہ ہوا ناں جی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میری بات سن لیں۔ پرسنل وہ ہوتا ہے جہاں آپ کا کوئی ذاتی معاملہ ہو۔ لیکن ایک عوامی نمائندے کی حیثیت سے ایک شخص آپ کو کہتا ہے کہ جی میرا یہ مسئلہ ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس کو ہاؤس میں اٹھائیں۔ وہ پرسنل نہیں ہوتا۔ یہ آپ کی ذمہ داری بن جاتی ہے as public representative جب آپ ممبر تھے، اب حکومت کی جناب سے آپ کو کوئی نہ کوئی briefing دی جاتی ہوگی Is that become personal? مطلب یہ ہے کہ جب تک اس میں آپ کا کوئی monetary فائدہ شامل نہ ہو یعنی pecuniary interest

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں pecuniary کی بات نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: یہ پرسنل تو نہیں ناں جی، یہ پبلک ہے۔

As a representative of the public, if you are raising an issue some body has to brief you on it.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: مجھے ایک پیراگراف پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں اس کو سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب، مجھے یہ بتائیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: His statement is self explanatory because he contacted.................

جناب چیئرمین: مجھے یہ بتائیں کہ

How will any member get information to raise it in the House ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He may get from other sources.

Mr. Chairman: What other sources ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: From Press.

Mr. Chairman: If it comes through the Press, it becomes impersonal if somebody directly gives it, then it becomes personal ?

یہ کیا بات ہوئی ڈاکٹر صاحب۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Very personal because 'personal contact' is out of the context.

Mr. Chairman: Therefore, you are saying that a member of the Parliament has no authority to get into contact to get information or if member of the public has no authority to give it to a member.....

تو وہ public representative کیسے ہوا۔

You are here representing the people of Pakistan. So, therefore, people of Pakistan everyday e.g. the employees will come to you.

جی ہم اپڈیٹ ہاک پر ہیں۔ ہمیں ملازمت سے نکال رہے ہیں somebody else will come to you کہ جی میرا یہ مسئلہ ہے ایوان میں اٹھائیں۔ ہمارے علاقے میں پانی نہیں ہے، آپ یہ مسئلہ اٹھائیں ہمارے علاقے میں بجلی نہیں ہے، آپ یہ مسئلہ اٹھائیں۔

[Mr. Chairman]

How is it personal? If this is personal then Parliament may better pack up. There is no work for the Parliament left.

جناب محمد طارق چوہدری: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اتفاق فونڈری میری نہیں ہے ایک بات۔ دوسری چیز یہ ہے کہ میرا وہاں کوئی share نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے کوئی shares ہیں اس میں؟

جناب محمد طارق چوہدری: میرے کوئی shares بھی نہیں ہیں اور نہ کبھی آئندہ انشاء اللہ ہوں گے۔ نمبر ۲۔ دوسری چیز یہ کہ 3500 لوگوں کے روزگار کا مسئلہ ہے۔ نمبر ۳۔ کروڑوں روپے کی بنی ہوئی یہ فیکٹری ہے جو برباد ہو رہا ہے۔ نمبر ۴۔ میں خود پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ پنجاب کی بہت بڑی صنعتوں میں سے یہ ایک صنعت ہے۔ ہمارے صوبے میں ہوتی ہوئی پبلک کو اور باہر کے لوگ جو یہاں صنعت لگانے کو attract ہو رہے ہیں دراصل یہ اس attraction کو برباد کرنے کی ایک سازش ہے اس طرح میں اپنے صوبے کے حق کا دفاع کر رہا ہوں۔ میں اسی لیے یہاں آیا ہوں۔ اور میں یہ اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ ہاؤس کو صحیح معلومات فراہم کروں اور صحیح معلومات فراہم کرنے کے لیئے جہاں سے وہ معلومات حاصل ہوتی ہیں مجھے وہ حاصل کرنی پڑتی ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ جی ڈاکٹر صاحب، آپ فرمائیں جی۔

You are saying that at page 259 - this is how you interpret the word 'personal'.

ڈاکٹر شیر افگن نیازی: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ پرسنل کے بعد comma ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں پرسنل بھی پڑھیں ناں۔

"A member having a personal, pecuniary or direct......

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: These are three thing. ".....direct interest in a matter before the House

یہ ڈائرکٹ بھی ہو گیا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That he had a direct contact.

جناب چیئرمین: آگے کیا لکھا ہے۔ آگے بھی پڑھیں ناں۔

"....... is required while taking part in the proceedings on that matter to declare the nature of that interest."

انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میرا نہ کوئی شیئر ہے نہ میرا کوئی تعلق ہے نہ میرا کوئی واسطہ تو کیا ڈکلیئر کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, irrespective of him as a matter of proprietory to decide for himself whether by casting his vote in a division........

اب اس حد تک یہ بات جاتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ادھر سے deflect کر دیا ہے کہ اس میں میرا ڈائریکٹ direct interest نہیں ہے۔

What I am concerned with is the basic question that as a member of Parliament, if a matter is brought to your notice by an affected party, I am going to that limit..........

کہ ایک affected party ہے اس کی کوئی تکلیف ہے وہ ایک ممبر پارلیمنٹ کو نہیں پہنچائے گا تو بات پارلیمنٹ میں کیسے پہنچے گی پانی کا مسئلہ ہے، بجلی کا مسئلہ ہے بلا زمین کا مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں جی politically میرے خلاف استعمال ہو رہا ہے کوئی مسئلہ بھی ہو سکتا ہے۔

For example, Mr. Asif Fasihuddin Vardag's externment order. Now supposing he comes and tells you

کہ جی وہاں پر میرے ساتھ یہ گزری ہے تو

Are you telling me that I should not listen to it ?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب اس میں تو یہ ہے۔

It was in the papers every where.

جناب چیئرمین: پیپر میں تو یہ ہے کہ externment order آیا ہے، پیپر میں تو اتنا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اب اس سے یہ پارٹی بن جاتی ہے آپ بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں آپ learned lawyer بھی ہیں کہ particularly اگر وہ پارٹی جس کا جھگڑا چل رہا ہے اس سے جا کر ڈائریکٹ معلومات حاصل کرنا اس کے علاوہ اور کیا show کرتا ہے

جناب چیئرمین: دیکھیں ڈاکٹر صاحب you are here to contradict any statement یعنی ایک واقعہ پارلیمنٹ میں آتا ہے حکومت سے ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جی آپ کا کیا موقف ہے

So, just as he is being briefed by one party you can be briefed by the other party and tell the House that this is the stand of the government on this question.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ صحیح فرما رہے تھے۔

He is being briefed by Ittefaq Foundry.

Mr. Chairman: So, you are being briefed by the government. So, you tell us what the facts are and we will take you version also. We have got his version also.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔

Mr. Chairman : So, I reserve my ruling on this question. Let us proceed next.

پروفیسر خورشید احمد: ایک تحریک التوا اور بھی ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں وقت نہیں ہوگا۔ ابھی تین منٹ باقی ہیں۔

I think, somebody can move it but ....

(Interruptions)

No. I cannot take it out of turn now.

I can only take the items as they are listed. I cannot take anything out of turn.

طارق چوہدری صاحب اگر آپ پڑھنا چاہیں تو تحریک التوا نمبر ۱۱ آپ پڑھ دیں لیکن میرے خیال میں وقت نہیں ہوگا۔ I would not have time to hear that.

جناب محمد طارق چوہدری: میں پڑھ دیتا ہوں اور پھر اس کو کل لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: پڑھ دیں۔

(ii) Re: Destroying Poppy Crop in the country

جناب محمد طارق چوہدری: میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ ۲۲ جولائی کے نوائے وقت راولپنڈی کی اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان نے امریکہ کو پوست کے کھیتوں پر سپرے کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ امریکہ کے خصوصی طیارے پوست کی کھڑی فصلوں پر سپرے کریں گے پوست کی کاشت اور اس کے نتیجے میں خطرناک منشیات کی وبا یقیناً باعث تشویش ہے اور اس کام کو جاری رکھنے دنیا انسانیت کو ہلاکت کے سپرد کر دینا ہے لیکن پاکستان کی حکومت اپنی علاقائی میں کسی دوسرے ملک کو براہ راست مداخلت کی اجازت دے کر ملکی سیادت کے اصولوں کی خلاف ورزی کر رہی ہے جو کام حکومت پاکستان خود کر سکتی ہے اسے امریکہ کے سپرد کرنا ملکی مفاد اور اس کی سیادت کی خود کھلی خلاف ورزی ہے یہ اقدام جس ملک میں شدید رد عمل کا باعث ہوگا جو ملکی امن و امان کے لیے خطرناک صورتحال پیدا کر دے گا۔ لہٰذا یہ ایوان اس اہم مسئلے کو فوری

طور پر ایوان میں زیر بحث لائے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : I oppose it.

Mr. Chairman : You oppose it ?

اگر آپ دے سکیں brief statement

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پوست کی کاشت کو محدود کرنے کی ضرورت ہے اور یہ غیر قانونی فصل جس بھی علاقے میں پیدا کی جا رہی ہو یا اگائی جا رہی ہو اس کو تباہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ایسے اقدامات کرے ایسے انتظامات کرے کہ فصل جو ہے اس کو کاشت کرنے کی نوبت ہی نہ آئے اور اگر فصل کو حکومت سے نظر بچا کر کاشت کر دی جاتی ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس فصل کو برباد کر دے تاکہ اس سے یہ خطرناک منشیات پیدا ہی نہ کی جا سکیں لیکن یہ حکومت پاکستان کا اپنا فرض ہے کیونکہ یہ پاکستانی علاقے ہیں کاشت ہو رہا ہے ہماری اطلاع یہ ہے کہ امریکہ کو اس بات کی۔ یہ اخباری اطلاع ہے۔ اجازت دی گئی ہے کہ اس کے جہاز اس علاقے میں اگر ان کھڑی فصلوں پر سپرے کریں امریکی جہاز وہاں کھڑی فصلوں پر سپرے کریں گے تو ہمارے قبائلی مشتعل ہوں گے، ہماری سیادت کے اندر جو کام خود ہماری اپنی حکومت کر سکتی ہے وہ ہیلی کاپٹرز، وہ ادویات وہ چیزیں امریکہ پاکستان کو دے سکتا ہے۔ پاکستان میں پائلٹ، پاکستان کے فوجی، پاکستان کے اپنے لوگ وہ ساری چیزیں تباہ کر سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اس کے رد عمل میں جو کچھ پیدا ہو گا وہ بھی ہماری ہی ذمہ داری ہو گی لیکن اس طرح غیر ملکیوں کو ... اجازت دینا ہماری سیادت ہمارے اقتدار اعلیٰ کیلئے چیلنج ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ اس تحریک کو کل تک ڈیفر کر دیں تاکہ میں آپ کے سامنے تمام حقائق بیان کر سکوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی Deferred till tomorrow

(Interruptions)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب آپ ان باتوں میں نہ الجھا کریں

I have allowed you to make your statement tomorrow. You have opposed it, I am sure, on legal grounds which are contained in the rules. So, we will listen to you tomorrow.

Now, we proceed to the debate on the visit of Rajiv Gandhi the Prime Minister of India to Pakistan and the issues arising therefrom. The next speaker is Mr. Muhammad Ali Khan.

FURTHER DISCUSSION ON THE RECENT VISIT OF P.M. OF INDIA WITH REFERENCE TO INDO-PAK RELATIONS

Mr. Muhammad Ali Khan: بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mr. Chairman, Sir, we all know that Pakistan is surrounded by larger and more powerful countries. So, it is absolutely essential for us that we must insist and try our best that relations between the coutries of this region are conducted on mutual understanding and on the basis of respect for the principles mentioned and sanctified in the United Nations' Charter.

Sir, our immediate neighbour India must realize that Pakistan has come to stay and the Indians must now try to learn to live with this reality. Sir, I am sorry to say that for the bigoted Brehmans of Bharat the partition of the Sub-continent was like-cutting the holy and the sacred cow into pieces and I know it for a fact that they have not yet reconciled themselves to the partition of the Sub-continent up to this very day. According to the Prime Minister of India, Mr. Rajiv Gandhi, most of the people in India are still suffering from the so-called pangs of partition yet the present PP Government is trying its best to move and be friend a person across the border who holds one hand in friendship towards Pakistan while he holds a dagger in the other one.

Sir, we are told that because of our recent 'peace offensive' relations with India are now improving and very soon we will be having those relations entering into a new and positive phase as confidence-building activities are afoot.

[Mr. Muhammad Ali Khan]

Sir, we all agree that establishing good and friendly relationship with the next door neighbour should be the corner stone of any country's foreign policy but at the same time we have to see whether there is any response from that side or not?

Sir, the appeasement policy of our Federal Government towards India knows no bounds at all. On a number of occasions and in many cases we, Sir, even went out of our way to please the Indian rulers but I am sorry to say that there was no response whatsoever from that side. Even organization like SAARC has not been able to bring India and Pakistan closer together. In fact, I personally feel that this organization of SAARC has given a boost to the Indian hegemonic tendencies. The earlier this SAARC sings its swan song the better it would be for all the countries in this region. And, Sir, I will give you certain examples. Sri Lanka was invaded by Indian troops and they have now refused to withdraw their forces from there. There was a news item last night that Indian Government has agreed to a token withdrawal from that country. Similarly troops were sent to Maldives and now we are told that a special defence treaty is being offered by India to Maldives. I am sure if this happens India would get an opportunity to station her forces there. Similarly Bangladesh is being harassed, victimized and pressurized on a number of issues. Bhutan seems to be completely in the Indian lap and Nepal is being denied the universally accepted international rights. Even our Prime Minister who happens to be the Chairperson of SAARC these days was very badly rebuffed by India on this very issue when she tried to take it up in its appropriate forum.

Sir, as for the Indian Prime Minister Mr. Rajiv Gandhi's much publicised and eagerly awaited visit to Pakistan is concerned, I am sorry to say that it has hardly left any positive point to ponder over on something very concrete that we should remember. The only one point that is being mentioned frequently pertains to the fact that this visit after all did take place and that Mr. Gandhi's decision to come to Islamabad is supposed to signify a change of heart in India. Sir, this was trumpted by no less a person than the Prime Minister of Pakistan who in a press statement said that the Indians now have realized that her government was truly representative of the people of Pakistan and they have to discuss things very seriously with her and I quote her:

"That is why we could achieve with India in only eight months which they (meaning the previous government) could not despite bending over onwards and backwards for 11 years".

She further said, again I quote :

"We made significant advances in improving the regional situation in a very short period".

But, Sir, what Mr. Gandhi had said in the press conference in Islamabad did not support the so-called improvement and these significant advances in improving the regional situation here. Sir, the regional situation in any area depends on many factors. The first and the foremost is internal stability in those countries.

Now, I will take the example of my own country. The central government is unfortunately at loggerheads with the biggest and the smallest province in the country and the government wants to de-stabilize the provincial governments there. As far as the Frontier is concerned, that provincial government is in jeopardy. Every month they are adding a Minister to the Cabinet. I do not know for how long this exercise would be carried on. Then, as far as the Sindh Government is concerned, I am sorry to say that the writ of the Sindh Government is not at all honoured in that area and I well remember that when a new government was formed there, the Chief Minister of Sind in a press statement had said that they were the true representatives of the people of this area therefore they did not require the help and assistance of the Pakistan Army. They would ask the troops to go back to the barracks because they were prepared to deal with any situation whatsoever. Today, Sir, things have changed. Today they have not been able to come up to the expectations of the people. The police has totally failed and I am sorry to say that the army has been called in again. Is it not a great shame. Sir, even the universities are run by the Rangers and I would not be exaggerating if I say that today there is mini-Martial Law in Sind and that too with curfews in most of the cities. Today the people of that area are requesting the President to get the Provincial Assembly dissolved because that the government has not come up-to the expectations of the people there. As far as the central government is concerned it is standing on the crutches of the MQM and Members from FATA. So, this is the situation in the country.

[Mr. Muhammad Ali Khan]

Sir, Mr. Gandhi's demeanour at the joint press conference in Islamabad, a few days ago, was not only aggressive and derogatory but was also rather unbecoming of a visiting head of government by casting aspersions on the host government. If I say that he took advantage of our hospitality, it would not be an exaggeration. In fact, he abused our hospitality. By following a petty policy of appeasement of the Indian rulers, the PPP leadership has bent down to such an extent that the Prime Minister of India had the audacity to say in front of the Prime Minister of Pakistan that our nuclear programme was weapon oriented and that it was completely in the hands and under the control of the Pakistan Army. Of course, I would not like to discuss the Indian nuclear programme here as it had been discussed yesterday and my brother Prof. Khurshid had thrown light on it and had discussed it in great deal in this august House. Then talking about Kashmir he insisted on his theory that where a bilateral forum was accepted like under the Simla Agreement then going to the international forum was absolutely ruled out.

Sir, as far as the so-called Simla Agreement is concerned, of course, there were two speakers before me - Brother Behrawar Saeed and Prof. Khurshid had discussed this in great details. I would not say any thing about it but I will just say one thing about this that when the Minister of State for Information was reading certain extracts out of the Simla Agreement, he very quietly said certain things and tried to keep certain things secret from the House. It is just like saying ولا تقربوا الصلوٰة but as far as وانتم سکاریٰ is concerned he just missed it. Any way I hope, Sir, that you understand what I mean. This theory of Mr. Gandhi actually defies international law as it denies the aggrieved party to seek redress from a non-partisan forum. In plain terms Mr. Rajiv Gandhi told our Prime Minister at her face that plebiscite in Kashmir is absolutely out of question as India has held a number of elections there and as such Kashmir is an inseparable and an integral part of India. He also turned down the regional solution to the problem of nuclear proliferation and he, of course, repeated his old allegation that Pakistan is supporting the Sikh terrorists in India and many Chinese made weapons have been recovered from the Sikhs. Probably, he is under the mis-understanding that Pakistan Government has the monopoly of all the Chinese weapons in this area.

Sir, now the worst thing which has hit the people of this country specially the patriotic element here is that instead

of replying to Mr. Rajiv Gandhi in the same language our Prime Minister, I am sorry to say in rather a docile attitude, replied in most apologetic manner which has shocked the entire nation. Then there were certain questions put to her by some of the Indian journalists and the reply given were also not very satisfactory specially to the one when someone asked her about the remarks of the President of Pakistan during Mr. Rajiv Gandhi's meeting with him, she tried to parry off the person by saying that I have not had the opportunity of studying those remarks. What a reply, Sir. She is the Prime Minister of the country and the remarks were that of the President of Pakistan and not the President of Timbuktu. Sir, the President's meeting with the Prime Minister of India was more positive and meaningful and he in a very straight and forthright manner told the Prime Minister of India that for the betterment of relations between Pakistan and India the impression of India to have hegemony over this region must be dispelled forthwith and confidence building measures should be taken as early as possible. I wish our Prime Minister had taken this stand and had agreed to these ideas and supplemented the view point which is in conformity with the wishes of the people of Pakistan the things would have been far better.

Sir, the present Indian government wants Pakistan to give up its nuclear programme and they also want us to limit our defence requirements. At the same time they want to secure our support for the supression of the insurgency in Indian Punjab as well as in the occupied Kashmir. I am sorry to say that the PPP leadership has acceded to a number of gestures from India in this connection and of course has failed to complain to the Indian authorities about the havoc played by RAW agents in Sindh where the law and order situation is deteriorating daily. Of course, it is a different thing altogether if the Minister for Interior or some other government's agency says that everything is under control. So, these are the things that people are now talking about and it is for this very sake that we were constrained to move this resolution in this House.

Sir, across the border now India is trying to set up a special province known as Sindhudesh, it will be of course a separate province for the time being but later on I am definite some of the secessionist elements in our Sindh would be invited to join hands. We must be extremely vigilant about it. Even in the international sphere the government of India is now trying to

[Mr. Muhammad Ali Khan]

pursuade the PPP Government to agree to accept their mediation on Afghanistan and at the same time they also want us to support India in their brow beating and their harsh dealings with member countries of the SAARC. If unfortunately those countries succumb one after another then definitely it will be our turn and we will have to agree to the hegemony of India over this region. The statement of Mr. Narsimharao the Foreign Minister of India has given us food for thought and we should not lose sight of it. He said in Islamabad that no power on earth can stop India from sending her forces to wherever she desires. Sir, India has two yardsticks, one for herself and the other for the rest of the world. It is reported that she has told China that we will have bilateral trade agreements and many other agreements as well as cultural pacts provided we first settle our border disputes but to us they tell us that we should forget our old and outstanding problems because this is going to take a very long time to settle and in the meantime let us come forward and have various pacts and cooperate in the sphere of economic development. Sir, in the sphere of economic cooperation like in industry, agriculture, communications and commerce, India will be willing to take certain measures and make arrangements with Pakistan to her own advantage and she would see to it that we are turned into a ready market for their products and finished goods. If the present PPP Government wants to destroy our agriculture, they want to destroy our industry, they want to destroy our commerce then by all means have these treaties with them ultimately the entire responsibility of the ruination of our economy would squarely lie on the PPP leadership.

Sir, similarly on the cultural side if, God forbid, we sign a cultural pact, I am sure, this would amount to our cultural invasion by India. If tomorrow their teachers, their artists, their poets come here to Pakistan and ban is lifted on their books, magazines, newspapers, video cassettes and films then in a very short period things would change to a great extent. Instead of reciting Naats like,

"وہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے"

Sir, you will hear people singing Meera's Bhajans

"کہ وہ سونی پڑی ہے ستار میرا کے جیون کی"...

And our children in school instead of singing our National **Anthem**

we will soon hear them singing "پاک سر زمین شاد باد"

(بنگالی میں)

جن گن من ادھینایک جیا ہے بھارت بھاگیے ودھاتا (بنگالی)

So, Sir, unfortunately we have taken the initiative in this connection by dropping the most heart searching tune of to old film

"اٹھ مرد مجاہد جاگ ذرا اب وقت شہادت ہے آیا۔"

to an old film tune. This old famous tune used to be played before the foreign dignitaries who came to Pakistan but then this has been changed to "ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں ساجھی اپنی خوشیاں غم ایک ہیں"

as played before the Indian Prime Minister. Sir, the other day we were told that this tune was changed by the order of a Brigadier. I am sorry to say that this order of that Brigadier, whoever he may be, is of the same nature as the order under which the Governor of Baluchistan dissolved the Provincial Assembly overnight. Sir, in this connection my brother Gen. Saeed Qadir asked the Minister of State for Information whether he was prepared to conduct an inquiry into this and I am sorry to say he did not give us an appropriate or a satisfactory reply. Sir, let me categorically state here that we are not one and we can never be one. We the freedom fighters and other people as well in Pakistan believe in 'two nation theory' because the majority happens here to be Muslims, we belong to the " امت مسلمہ " The majority of Indian population is that of Hindus. We eat the cow and they worship the cow, we believe in One God and the number of their gods, I am sure, is more than the Ministers, Ministers of State, the Advisers and the OSDs in the present regime and I am sure my friend Dr. Sher Afgan would bear me out. So there is no cultural or religious affinity between the Muslims and the Hindus. So, I will again say

ہم ایک نہیں ہیں - ہم ایک نہیں ہیں۔

we are absolutely separate people. Sir, it is better to keep away from India and we should try to pursue our independent policies in a dignified manner. I would also suggest to the Prime Minister of Pakistan not to visit India unless and until the Indian rulers change their attitude and agree to solve all our outstanding problems in an amicable manner and of course, I would like to repeat again as I had said earlier during the foreign policy debate that unless all our outstanding disputes are settled including Kashmir, the Siachen affair and the Run of Kachh dispute. We

[Mr. Muhammad Ali Khan]

should have no truck with India whatsoever come what may.

Sir, my personal impression about Mr. Rajiv Gandhi's visit is that he came, he saw, he was entertained, he scolded and reprimanded us, and he went away. And I am sorry to say that he got away with it leaving behind a very bad taste in Pakistan. My sincere advice to the present government would be that we should now put our heads together and try to analyse the situation created by the visit of the Indian Prime Minister and try to formulate a very strong policy towards India because Sir, we all know that 'Banyas' can only appreciate strength and nothing more. If the PPP leadership wants help and assistance from us we will *Insha Allah* not hesitate to come forward for the glory of Islam and for the integrity of Pakistan. I thank you Sir. Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you very much. Mr. Bashir Ahmed Matta.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Thank you very much Mr. Chairman. I think foreign policy is one sphere of government where a cool rather than a sentimental approach is required of people who are called upon to formulate policies of states and who are supposed to be statesmen. Sir, keeping in view the sentiments expressed in this House, I would enjoin that while we discuss our policy towards India, or for that matter towards any country, we must keep our heads cool and we must not be swept away by sentimentalism and emotionalism. Sir, in the sphere of foreign policy the first consideration and in fact, I would say, the first constraint on the liberty and options of those who formulate policies is geopolitical. Now, if certain countries happen to be situated in a certain region, they must learn to co-exist. For instance Sir, the countries of Europe (I mention them because they have an instructive historical past), they were at one point at logger-heads with one another. In Europe there were hundreds of years of war. There was a war which is indeed called the Hundred Years War. You would have read, Sir, that there were wars on account of politics as well as religion. There were such wars that when wars occurred there were no people to burry the dead and vultures and beasts of prey came and ate up the dead. That was a period of sentimentalism. After fighting for centuries, and after fighting two great wars in one century the Europeans came to the conclusion that peace is in any case better than war.

Sir, with this introduction, I would say that India is a country which is our neighbour, so the first impulse emanating from either country towards the other should be positive. The governments of both these countries, which happen to be among the poorest countries of the world, owe it to their people to create an atmosphere condusive for the development of good and happy life. Hence both sides should have a positive approach towards international relations. Now, if we want to realize a positive approach, what shall we do? We will have to have contacts, Sir. There is a vicious circle at work in the relations between India and Pakistan. I think, both the countries realize it, but nobody knows how to get out of it. There has been mistrust and there have been problems between the two countries and because of them more mistrust is spread. But these problems, as some of the honourable members of this House said, need to be resolved. Now, how are they going to be resolved until some amicable atmosphere is produced? For that precisely Sir, I would support exchange of visits between the leaders of the two countries at any level, such visits have been there in the past and we are getting a bit too sentimental about this recent one. We have had relations and contacts with India during the past few years also. We have kept contacts, and I think rightly, because leaders of a country have to act in the interest of the country according to the options open to them. At one point we were prepared to play cricket diplomacy with the Indians. Now, if similarly, our options are still not very open and the Prime Minister of the neighbouring country comes here, you see there are norms of hospitality to be observed. Each country has its own norms of hospitality. The British Prime Minister does not receive every Prime Minister who visits there. Sometimes even Heads of states who go to Britain are not received by the British Queen. In the limited states, the President turns up at the airport to receive only a few foreign Heads of states. We have our own norms of hospitality. If Mr. Rajiv Gandhi came here and he and Mrs. Benazir Bhutto addressed a common press conference during which he said certain things about which we have reservations, the Foreign Office, in my opinion, could note them appropriately. Others desiring a good foreign policy for the country can also sit with the Foreign Minister and help formulate the policy; but I think airing our views in the public in this manner will not lead to a good atmosphere for the solution of the problems.

There are many outstanding problems. Now, if

[Mr. Muhammad Ali Khan]

we want to solve these problems, we will have to have some understanding, some amity, some atmosphere in which exchange of ideas is possible. Sir, I think it will not be in the interest of the country to pursue a bellicose policy. The results of such a policy have been apparent in history. I think, being neighbours of India, and keeping the self interest of this country in view, we should have a better understanding with her. Sir, we can not lift this country up from this region and place it somewhere else. I have said on another occasion also that if we are surrounded by hostile countries, then what will be the options open to the foreign policy of this country? We may have good relations with China or with America, but they don't mean to us negatively or positively, as much as India or Afghanistan or even Russia or Iran means. With the former we can have a sentimental good relationship but that will not be of much practical use to us. What will be of practical use-or-injury-to us in our relationship with India, with Afghanistan, with Iran and with Russia. So, not only in the case of India but with regard to all our neighbours I would enjoin a positive approach, conducive to peace. We will also have to keep another constraint in our view. Pakistan is a middle sized country. It is endowed by nature with good resources but a positive approach is necessary for their development. We can not have inordinate ambitions at this stage with these resources. So, in my opinion, Rajiv Gandhi's visit was not such a big matter over which we should raise such a big noise. Excuse me, Sir, there is somebody interfering with my speech all the time.

(Interruptions)

جناب چیئرمین: اُن کو رہنے دیں آپ continue رکھیں۔

جناب بشیر احمد مٹھ: میں بولوں گا۔ میرا خیال تھا کہ اگر وہ کوئی question raise کرنا چاہیں۔

Mr. Chairman: Please don't get diverted by these things.

Mr. Basheer Ahmed Matta: I don't want, Sir, but physically one is diverted.

جناب چیئرمین: یہ ایک روایت ہوتی ہے question کسی نے کہہ دیا۔ it just means that he is questioning your statements but please don't get diverted.

Mr. Basheer Ahmed Matta: All right Sir, I did not know this because I am new to Parliament.

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: Having said this, I would also enjoin that with Afghanistan also we should seek amity and shun the policies we have been pursuing for the last many years. We should come out of the cobwebs of the past. We should now come (Interruptions) Sir, would you ask this gentleman who does Sir, would you ask this gentleman who does not know.............. he must have manners.

Mr. Chairman: Mr. Matta, do not get diverted. Please continue.

Mr. Basheer Ahmed Matta: But I suppose, Sir, it is your duty to refrain him.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں زیادہ نہ کریں، یہ روایت ویسے حکومت کی جانب سے شروع ہوئی ہے

and therefore, I am allowing it.

Mr. Basheer Ahmed Matta: I would not mind if the remarks are in a decent way.

Mr. Chairman: Yes, please Prof. Khurshid.

پروفیسر خورشید احمد: مجھے اپنے دوست سے ہمدردی ہے لیکن یہ بین الاقوامی طور پر مانی ہوئی چیز ہے کہ کسی کی بھی تقریر میں لفظ "کوئسچن"، کہا جا سکتا ہے۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, do you agree with it ?

(Interruptions)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ہاں یہ ہر روز ہوتا ہے

This is a confirmed thing.

جناب چیئرمین: مطلب ہے اس کی اجازت ہے، لیکن زیادہ نہ کیا جائے۔

(Interruptions)

Mr. Chairman: I would say that if it is a recognized parliamentary practice then you can use it but not so much that

[Mr. Chairman]

the speaker gets diverted. I think, it disturbs the strain of thought and I think, he should be allowed to continue.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, this is your discerning power to the extent which has gone beyond his normalcy.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Mr. Behrawar Saeed, please understand that you only stand up when you are permitted by the Chairman to speak. No point of order can be raised unless permitted by the Chairman. So, please don't confuse the proceedings of this House. I requested Dr. Sher Afgan in view of his parliamentary experience whether this is an accepted mode because my impression was it is. But I would say, yes, it is accepted but please don't use it so much as to derail the speaker.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is correct, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Mr. Matta, to please continue.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, in the 20th century all are agreed that nobody is a victor in a war. We have seen two big instances in our neighbourhood. We have seen the Iraq-Iran war and we have seen the war inside Afghanistan. I would urge that we should have a peaceable and peaceful approach to international affairs. We should improve our relations with India, Afghanistan, Russia and Iran in particular, and with the rest of the world in general.

Now, in that context, Sir, if visits are exchanged. (There is a Foreign Minister here, there is a Foreign Minister and there is a Prime Minister who is elected by the people of this country; the other Prime Minister also is elected by the people of India), if they have exchanges and they come together in order to have a good atmosphere for the resolution of problems, I don't see any bad point in it. So, I don't view Mr. Rajiv's visit in the light in which other members of this House view it, and I repeat that we should improve our relations with all the countries of the world and particularly with India and Afghanistan. I would request the Foreign Minister that the aggressive positive policy that he has adopted in regard to India should also be adopted in regard to Afghanistan and the government should refrain from all acts which add to the agonies of the Afghan people

in the shape of a prolonged war. Pakistan should strive for peace in Afghanistan, in the whole of the sub-continent of South Asia and in the entire world. With these words, I thank you, Mr. Chairman, and I close my speech.

Mr. Chairman: Thank you, Mr. Basheer Ahmed.

Qazi Abdul Latif (Absent). Next Jehangir Shah Jogezai Sahib.

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ
الرحمان الرحیم، جناب چیئرمین صاحب، شکریہ! تاریخی واقعات سلسلہ وار جناب
پروفیسر صاحب نے بڑی خوبی سے اس ہاؤس میں بیان کیئے ہیں میں جو کچھ کہوں گا وہ میرا ذاتی
تجربہ، واقعات سے علم اور اُن حالات میں ملوث ہونا جیسے کشمیر ہے میں اس ناتے سے بات
کروں گا سب سے پہلے کسی قوم کے ساتھ لڑائی لڑنی ہو معاہدہ کرنا ہو۔ صلح کرنی ہو تو اس قوم کے
عقائد کو دیکھنا پڑتا ہے اور اس کے اخلاق و عادات اس کے جو netural inclinations
ہیں اس کی study کرنی پڑتی ہے مجھے یاد ہے کہ جب Alfinstan کابل جا رہا تھا
as an Ambassador شاہ زمان کے زمانے میں preface میں کیبرو کا ایک نوٹ
ہے وہ کہتا ہے کہ جب آپ کسی قوم سے معاملہ طے کرتے ہیں تو پہلے ان کی qualities
اور disqualities کو دیکھنا پڑتا ہے تو اس نے بیان کیا کہ پٹھان کیسا ہے کیا اس کی
weakness ہے کیا اس کی qualities ہیں پھر کہتا ہے کہ اس کی qualities
تو زیادہ ہیں کہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس قوم کے ساتھ تعلقات بڑھانا کتنا مشکل ہے اندھا
دھند خوش فہمی کے ساتھ اگر کوئی جاتا ہے تو اس کو پتہ نہیں کہ آنکھیں بند کرو تو کھڈے میں
گر جاؤ گے ہندوستان پر مسلمانوں کی حکومت ہزار سال تک رہی ہے مگر مجھے افسوس
ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے ہندو کی mythology کو اس کے اخلاق کو اس کے اطوار
کو نہیں پرکھا چونکہ ایک سرکاری ملازم جو کچھ دیکھتا ہے وہ دوسروں سے بالکل الگ
ہوتا ہے ہماری approach اخباروں کے کاغذوں سے نہیں ہے بلکہ بلاواسطہ ہوتا ہے
ہندو کے ساتھ سرکاری معاملات میں ہمیں بھی واسطہ پڑا ہے ہم نے اس کے کریکٹر کو

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

وہاں دیکھا ہے اور یہ خوش قسمتی تھی کہ میرے ایک استاد نے مجھے ایک کمنٹری دی یہ ۱۹۴۵ کی بات ہے اس میں ہندو اور سکھ کا مقابلہ کیا گیا تھا ہندو کہتا ہے اے خدا تو نے ملیچھوں کو کیوں پیدا کیا اس کو قتل کرو مار دو اگر تم میں یہ طاقت نہیں تو اس کے راستے میں کانٹے ڈال دو اب اس کے مقابلے میں اسلام کیا کہتا ہے! ایمان کا چالیسواں درجہ ہے کہ اگر راستے میں کانٹا ہے تو اس کو بھی ہٹا دو تاکہ کسی کو نہ لگے، یہ فرق ہے، عقائد کے اوپر آپ کی تعمیر ہوتی ہے آپ کے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے آپ کے ذہن کی تعمیر ہوتی ہے دور نہ جائیں ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد کیا ہوا ہے انگریز اسلام کے جہاد کے فلسفے سے اتنا خائف ہے میں آپ کو عرض کروں کہ ایک واقعہ ہے کہ ۱۹۱۹ میں تیسری افغان جنگ میں ہمارے ژوب میں انگریزوں کی ستاون سالہ حکومت میں تین انگریز پولیٹیکل ایجنٹ قتل ہوئے ہیں وہاں دو تین انگریزوں کی پلٹنوں کی قبریں ہیں جو دکھا سکتا ہوں ایک لارڈ کا نام مجھے بھول گیا ہے جاسٹن تھا یا کون تھا تو وہاں پر یہ تھا کہ جہاں انگریز ملا مار دیا جہاں ہندو ملا مار دیا یہ خیال تھا کہ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ خود مارا گیا تو جنت میں جائیگا اگر بچ گیا تو غازی ہے نواب صاحب کہتے ہیں کہ ہم کو مارو تو بھی ہم جنت میں جائیں اور ہم تم کو ماریں تو بھی ہم جنت میں جائیں یہ وہ فلسفے تھے، ڈر کی وجہ سے انگریز کو دو طریقے کرنے پڑے ایک تو یہ کہ ۱۸۸۴ میں کانگریس کی بنیاد رکھی صرف اس لیے کہ ہندو میں جان پیدا کی جائے کہ وہ یہ سمجھے کہ وہ اکثریت میں ہے مسلمان سے مت ڈرے حالانکہ آپ کو پتہ ہے کہ پچاس سال پہلے ہندو مسلمان سے کس طرح گھبراتا تھا میں جب اے سی تھا اور باہر نکلتا تھا تو وہاں ہندوؤں کی دکانیں تھیں تو سارے ہندو جھک کر سلام کرتے تھے یہ وہ قوم ہے اور آپ کو بتاؤں کہ بلوچستان میں جب ہمارے لشکر بنتے تھے بلوچوں کے خلاف یا آپس میں تو تین باتوں کا خیال کرتے تھے کہ عورت کو نہ مارو، بچے کو نہ مارو، بچے کی تعریف یہ تھی کہ اگر اس نے شلوار پہنی ہے تو پھر مار سکتے ہو اگر شلوار نہیں پہنی یعنی ۱۸ سال سے کم ہے تو نہیں مارنا، تیسرے ہندو کو نہیں مارنا اور ہندو ما سوائے اس کے کہ وہ تجارت کرے اور اس کا کوئی رول نہیں تھا ہماری اپنی سردار خیل قوم میں سندری ہندو ہوا کرتے تھے ہمارے ہی رواج اپناتے اور

ہماری ہی زبان بولتے صرف رنگدار پٹکا پہنتے تھے یہ ان کی نشانی تھی اور اس طرح سے ان کی حفاظت ہوتی تھی اگر ایک فرقے کے ہندو کو کسی نے مارا ہے یا اس کو بے عزت کیا ہے تو دوسرے اس کو قتل کرتے تھے کہ ہمارے ہندو کو تم نے بے عزت کیا یہ ہمارے ہاں تھا لیکن جب یہ پاکستان بنا تو پاکستان بننے کے ساتھ یہ ہندو بھی چلے گئے اور ہم پاکستان کے متعلق سمجھتے تھے کہ پاکستان لنگڑا ہے یا تھوڑا ہے جو بھی ہمارے خیال میں یہ تھا کہ ہندوستان ہمارا ہے ہمارے باپ دادوں نے اس پر حکومت کی ہم ہندو کے ساتھ بیٹھنا شرم سمجھتے تھے، نواب صاحب گئے، الیکٹ ہوئے جب وہی گئے تو اس نے اس لئے بائیکاٹ کیا کہ لوگ کہیں گے کہ ہندو کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے حالانکہ وہ مسلم لیگ کی سیٹ پر نہیں گیا تھا حالانکہ کانگریس نے بڑی کوشش کی اس وقت سردار ہاشم خان بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس نے کہا قائداعظم نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نہ بیٹھیں۔ میں نے کہا کہ میں نواب عمر خان کا لڑکا نواب جو گینڈی کا کرڑوں کا نواب میں کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔ کیونکہ ہماری طرف یہ طعنہ ہوگا کہ تم ہندوؤں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ریفرنڈم میں بھی یہی چیز ہوئی۔

اب آئیے یہ دیکھیں کہ ہندوستان کے ساتھ ہمارے تعلقات کس نوعیت کے ہونے چاہئیں جذباتی ہونے چاہئیں یا جیسے ہمارے دوست نے کہا ٹھنڈے دل کے ساتھ ہونے چاہئیں کونسا نسخہ ہے جس سے حالات ٹھیک ہو جائیں کوئی بھی نسخہ ٹھنڈے دل سے ہوتا ہے وہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور تلخی سے کرنا تو آپ نے وہ بھی دیکھ لیا ہے۔ آپ کو یاد دلاتا ہوں بعض چیزیں مجھے ایسی اب تک یاد ہیں جیسے کل کی بات ہے فروری ۱۹۴۷ء میں جب گاندھی نے پاکستان کو تسلیم کیا میرے خیال میں اس زمانے کے لوگوں کو یاد ہوگا گاندھی نے کہا کہ ٹھیک ہے پاکستان بنتا ہے منظور کرتے ہیں لیکن پھر یہ ہوگا کہ گاؤں گاؤں تقسیم ہوگا یہ اور بات ہے کہ ہمارے لیڈروں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا انگریز کے آدمی تھے اب بتا دوں انگریز کی شرارت کیا تھی۔ ۴۶ء میں جب یہ واقعات آگے چلے ہندوستان میں اگر بمبئی میں بغاوت نہ ہوتی Navy کی تو انگریز جلدی

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

نہ جاتے یہ تمام معلومات مجھے معلوم ہیں میں اس چیز کو لکھ رہا ہوں میں نے انگریز سے پوچھا جو شاید ہمارے پولیٹیکل ایجنٹ تھے۔ میں نے اس سے کہا

"Why are you leaving India?"

اس نے کہا

> "The Indians have come so much high in the offices that we have lost control over the people. We do not know what is going to happen tomorrow and if we want to keep India we have to reconquer it and bring one million people from London which is not possible."

دوسری بات اس نے کہی:

> "Hindu-Muslim will fight and they will keep us."

اب آپ دیکھیں کانگریس کا باپو جو تھا مہاتما گاندھی وہ گاؤں گاؤں تک تقسیم کرنے کو تیار تھا مگر انہوں نے کیا کیا ہمارے چار ضلعے ان کو دے دیئے کشمیر کا علاقہ دے دیا ہمارے دریاؤں کے منبع ادھر دے دیے جتنے نہروں کے ہیڈورکس تھے وہ اُن کے حوالے کر دیئے تاکہ یہ لڑتے رہیں اور ہم یہاں موجود رہیں لیکن یہ اور بات ہے ہندوستان نے تو انگریز کو رکھ کر فائدہ اٹھایا ہم بدنام بھی ہوئے اور فائدہ بھی نہیں اٹھایا یہ ہوتا ہے سیاست میں۔ وقت کی بات ہوتی ہے ذہن کی بات ہوتی ہے تجربے کی بات ہوتی ہے موقع سے کون کیسے فائدہ اٹھاتا ہے ہم نے نہیں اٹھایا اور ہندوستان نے اٹھایا جس وقت کشمیر کی لڑائی شروع ہوئی میں وہ خط نہیں لایا۔ جو کشمیر کے آدمی کو ڈھونڈتے خط بھجواتے تھے۔ میں اس وقت سٹی مجسٹریٹ تھا وہاں سے جو مجاہد آتے تھے پولیس ان کو آرمز ایکٹ کے تحت گرفتار کرتی تھی میں ان کو چھوڑا کرتا تھا پھر چھوڑ کر میں بیکن کے پاس گیا یہ قائداعظم کے آنے کے ایک دن بعد کی بات ہے میں نے کہا کہ ہم ایک طرف کشمیر میں آدمی بھیجتے ہیں جب وہ آتے ہیں تو ان کو گرفتار کرتے ہیں میں صرف گرنیڈ ضبط کرتا تھا باقی آرمز واپس کر دیتا تھا میں نے کہا میں اس طرح سے کرتا ہوں غلط کرتا ہوں لیکن اس لیے کرتا ہوں کہ اس کے بغیر ہو نہیں سکتا تو اس کا جواب کیا تھا۔

well, I think, Arms Act is still in force.

پھر میں نے اس کی بات شروع کی کہ ہمارا اسلام یہ ہے میری عادت ہے میں ہمیشہ اس پر بات کرتا ہوں۔ تو اس نے مجھے ایک بات کہی

Why do not you say 'Pathan' the people will follow you?

اتنے میں قاضی عیسیٰ دکھائی دیا because I had given time to him کیونکہ قائداعظم کے ساتھ نواب جوگیزئی نے بیٹھنا تھا تو قاضی عیسیٰ نے کہا کہ میں مسلم لیگ کا صدر ہوں اکیلے میں بیٹھوں گا تو آخر میں فیصلہ ہوا کہ فاطمہ جناح کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھے گا اور وہ سارا انتظام میں نے کیا تھا میں سٹی مجسٹریٹ تھا میں سیدھا چلا گیا اے آر خان کے پاس وہ پولیٹکل ایجنٹ تھا انگریز پاکستان میں پشتونستان کی ایک اور تلوار لٹکانا چاہتے ہیں اسے بتایا آخر جنوری میں پہلا سن گیا جب لشکر یہاں سے کشمیر جانا شروع ہو گئے نومبر کا مہینہ تھا یا اکتوبر کا مہینہ تھا۔ پٹیل نے کہا کہ بند کرو لشکروں کو یہ محمد علی خان صاحب کو پتہ ہو گا سارے فرنٹیئر والوں کو پتہ ہے کہ پاکستان میں ہم کنٹرول نہیں کر سکتے ہم قبائلی لشکروں کو بند نہیں کر سکتے تو اس نے کہا کہ ہم بند کرتے ہیں یہ دھمکی پٹیل کی ہمیں یاد ہے پھر جب گلگت میں بغاوت ہوئی گلگت کی بغاوت حیران کن بغاوت ہے آپ یقین کریں یا نہ کریں لیکن یہ حقیقت ہے چلاس سے ۱۳۰ سکاؤٹس گئے اور وہاں ایک پلٹن کو گرفتار کیا ہوا تھا جب میں اے سی بنا تو ۲۳۰۰ جنگی قیدی تھے تو میں نے ۱۰۰ بنوائے۔ ۸۰۰ میل پر آٹھ سو لوگوں نے جنگ کی ہے یہ بھی تاریخ ہے۔ یہ کوئی ایسے واقعات نہیں ہیں یہ اور بات ہے کسی نے لکھا نہیں ہے ہندو جو بنیا ہے اس کو ایک پیسہ کا فائدہ ہو وہ بڑے خطرے کو مول لے لیتا ہے اب اگر ہندو گاندھی کا فیصلہ مانتے کہ ہم بھائی بھائی تھے تمہارا حق بنتا ہے تو آج ہم ہندوستان کے ساتھ کیوں لڑتے۔ آج ہم کیوں مقروض ہوتے وہ کیوں مقروض ہوتا آج ہمارا ڈیفنس بھی ایک ہو سکتا ہے ہماری فارن پالیسی بھی ایک ہو سکتی تھی جب ہم ہزار سال اکٹھے رہے تھے تو آج کیا بات ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا وہ ہمیں ملیامیٹ کر رہا ہے ایسٹ پاکستان کا کیا معاملہ ہوا ایسٹ پاکستان کو پاکستان سے جدا کرنے میں اس کو کیا فائدہ ہوا۔ سندھ میں گڑبڑ کرانے سے اس کو کیا فائدہ ہے۔ جناب وہ جو میں نے انگریز کے

پٹھانستان کی بات کی یہ actually under ground ہے۔ ۵۰ کروڑ روپے سالانہ کابل بھیجا کرتے تھے مجھے پتہ ہے کس کس کو کیا مل رہا ہے وہ بات بھی میں اس وقت نہیں کرتا پٹھانستان کیسے چلا کیسے بند ہوا وہ کون تھا اس لیے میں اس وقت اس کا ذکر نہیں کرتا لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ سخت بات نہ کرو۔ ہندوستان کے ساتھ ٹھنڈے دل سے بات کرو ... میں کہتا ہوں کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ cease-fire کرنے کے بعد بھی کیا بنا جب آپ نے ۴۷ء میں کام شروع کیا تو آپ کے پاس جو کچھ آیا وہ قبائلی لشکروں کی وجہ سے آیا اور آپ کے ایف ۱۶ نے وہ کام نہیں کیا جو آپ کے ان مجاہدوں نے کیا جو گلگت میں لڑے یہاں سے لشکر گئے جتنا علاقہ لیا ہے آپ کے سامنے ایک چیز موجود ہے ہم تو وہ لوگ ہیں خدا کی قسم ہے مجھے ہندو سے ڈر نہیں لگتا میں کیا کروں مجھے خوف نہیں آتا۔ وہ ایٹم بم بناتا ہے لیکن مجھے ذرا سا بھی ڈر نہیں لگتا مجھے ہندو سے خوف نہیں آتا ہے ہندو ہے کیا چیز؟ اس کی ان چیزوں سے خوف ضرور آتا ہے کہ وہ مکار ہے وہ بدکرداری آپ کے درمیان میں لانا چاہتا ہے آج ان کے ایجنٹ ہر جگہ موجود ہیں آپ دیکھیں کیا سبب تھا جب سرحدی لشکر پنڈی آیا تو اس پر گولی کس نے چلائی اس گولی چلانے سے لوگوں کو کیوں بدل دیا۔ کشمیر کو کشمیر بنا کر آپ نے اس کو تھام کر اندر کیوں رکھا ہوا ہے۔ جناب عالی! ۳ جون کا فیصلہ تھا ۳ جون کے فیصلے میں تین باتیں لکھی ہوئی تھیں کہ جو چاہے Indian State یا ہندوستان کے dominion میں جا سکتا ہے یا پاکستان کے dominion کے ساتھ جا سکتا ہے یا اپنے آپ کو Independent declare کر سکتا ہے۔ یہ ان کو اختیار تھا۔

جناب چیئرمین: نواب صاحب آپ ذرا wind up کرنے کی کوشش کریں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی: یہاں جو قصہ شروع ہوا، وہ وہاں انڈیا میں لازماً بغاوت ہوئی۔ بغاوت کے بعد وہ آزاد ہوا۔ آزاد ہونے کے بعد پاکستان کا انہوں نے پولیٹیکل ایجنٹ بلایا جو سردار محمد عالم تھا۔ اس کے ایک سال بعد میں جنوری 49 میں گیا ہوں جنگ بندی کے بعد انکار دیا گیا۔ بھئی آپ دیکھیں United Nations میں ریفرنڈم

FURTHER DISCUSSION ON THE RECENT VISIT OF P.M. OF INDIA WITH REFERENCE TO INDO-PAK RELATIONS.

کا حوالہ دیتا ہے ریفرنڈم کس طرح سے، کس طریقے سے ایسی دبیز فائلوں کے نیچے دبا رہا ہے آج اس نے یہ کہہ دیا کہ وہ مسئلہ ہی نہیں ہے۔ مسئلہ پھر کس چیز کا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ ہماری لی ہوئی زمینیں اور ہمارے حقوق وہ ہمیں دے اور کرے کشمیر واپس کرے تو ہندوستان کے ساتھ ہمارا کیا جھگڑا ہے، کیا وہ یہ کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ مجھے علامہ اقبال کے دو شعر بہت اچھے لگتے ہیں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

پھر کہتا ہے شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی۔

آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا کہا ہے جہاد کے لیئے تیار رہو، قوم کو جہاد کے لیئے تیار کرو۔ وہ جو آپ نے قوم کے ذہنوں میں لوٹ مار، ہیروئن کی عادتیں ڈالی ہیں اور اخلاق کو چھوڑ دیا ہے تو قوم کو جہاد کی ٹریننگ دو۔ اس کو اس قابل بنا دو کیونکہ آپ کے ہاتھ میں طاقت ہوگی تو کشمیر آپ کا ہے۔ اگر طاقت نہیں ہے تو پھر کچھ نہیں ہے اسے بھول جائیں۔ اگر آپ بھول جائیں تو کیا ہوگا؟ آپ کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں۔ تین دریا دے گیا ہے پھر حکم دیا کہ کوئی discuss نہیں کر سکتے۔ اتنا بڑا سانحہ، اتنا بڑا نقصان ملک کا ہوا اور مارشل لاء کی حکومت کہتی ہے کہ اس کو discuss نہیں کر سکتے۔ یہ کیا تماشا ہے۔ اس تماشے کو ختم کرو۔ قوم کی بات قوم کے فورم پر ہونی چاہیئے۔ قوم کے لیئے لوگ آگے آجائیں۔ ہمیں وہ قیادت چاہیئے جو ہمیں کمزوری سے نجات دلائے، کشمیر دلائے، جہاد کے لیئے تیار کرے۔ ہمیں ناقابل تسخیر تربیت دے، اسکے بغیر نہ یہ قوم زندہ رہ سکتی ہے نہ کشمیر کو آزاد کرا سکتی ہے ڈنڈا ہے تو آؤ نہیں ہے تو چلو بیٹھو آرام سے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب محمود احمد منٹو صاحب۔

جناب محمود احمد منٹو: جناب چیئرمین! مجھے پہلی میٹنگ میں ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے کہا کہ آپ بہت بوڑھے ہیں اور میں آپ کو دادا یا پردادا لگتا ہوں۔ تو میں بہت خوش

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

ہوا کہ کسی نے تو میری عمر کا صحیح اندازہ لگا لیا ہے خواہ وہ اپنے آپ کو تیرہ سال کا بچہ ہی کہیے۔

میں آج جو بات کہنے لگا ہوں وہ مجھے اس احساس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے میرے سامنے قائداعظم بابائے قوم کی تصویر ہے۔ اور میں ان کے سامنے شرمسار ہوں۔ کہ آج ان کے بنائے ہوئے اور چھوڑے ہوئے پاکستان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو انکے فرمودات اور مثالوں کی نفی کر رہے ہیں۔ آج میں یاد کرانا چاہتا ہوں اس ہاؤس کو، اس قوم کو اور شاید اُن تیرہ سالہ بچوں کو، جنہوں نے نہ وہ واقعہ دیکھا۔ نہ پڑھا اور نہ سنا، کہ ایک دفعہ گاندھی جی نے جناح صاحب سے ملاقات کی، اور یہ نہیں ہوا کہ قائداعظم اُن سے ملنے نہیں گئے بلکہ قائداعظم انہیں ملنے گئے تو میں عرض کروں کہ کن واقعات کے مطابق میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اگر مجھے اجازت دیں تو میں ایک بات تقریر کے دوران عرض کر دوں چونکہ میری عزیزہ منسٹر صاحبہ آگئی ہیں اور شاید پچھلی میٹنگ میں میرے متعلق یہ تاثر دیا گیا تھا کہ خدانخواستہ، خدانخواستہ میں نے ان کی شان میں کوئی غلط بات کہہ دی۔ میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ میرے ایمان کے خلاف ہے وہ تو خیر وزیر ہیں وزیر ہونے کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں ہے کسی عورت یا کسی لڑکی کے خلاف میں کوئی ہتک آمیز یا کسی قسم کی نازیبا بات کہوں یہ میرے ایمان ہی کے خلاف ہے اور جن لوگوں نے اُن کو یہ تاثر دیا ہے وہ غلط ہے۔ اگر اُن کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تو مجھے اس میں بھی کوئی باک نہیں کہ میں اُن سے معافی مانگوں، دست بستہ معافی مانگوں اور میں مانگتا ہوں۔ اگر اُن کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔ اس لئے نہیں کہ وہ وزیر ہیں بلکہ محض اس لیے کہ وہ ایک خاتون ہیں۔ اور خاتون کے خلاف میرے نزدیک کوئی بات کرنا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بہر حال یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ میں اب مضمون کی طرف آتا ہوں۔ کہ گاندھی اور قائداعظم کی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں بھی اور اس سے پہلے بھی گاندھی جی نے کوئی بیس مرتبہ قائداعظم کو قائداعظم کہا۔ قائداعظم آپ یہ کریں آپ وہ کریں۔

تو انہوں نے کہا کہ مسٹر گاندھی یہ میں نہیں کر سکتا یا یہ کر سکتا ہوں۔ گفتگو جاری رہی۔ اخبارات میں دوسرے دن آیا تو لوگوں نے یہ کہا کہ کیا بات ہے مہاتما گاندھی جی نے تو کئی بار ان کو قائداعظم کہا اور قائداعظم نے صرف انہیں ایک بار بھی مہاتما نہیں کہا قربان جائیے اس لیڈر پہ، اللہ ان کے مرقد کو نور سے بھرے۔ انہوں نے کہا کہ سیاست میں یا دوسرے طریقے پر کوئی ایسی بات کہہ کر خدا کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا اس پر میں believe ہی نہیں کرتا۔ میں گاندھی جی کو مہاتما نہیں سمجھتا اس لیے میں انکو مہاتما نہیں کہوں گا آج ہم اس مثال کو ذرا اُن لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں جنہیں بد قسمتی سے قائداعظم کے فرمودات پڑھنے یا اُن کو دیکھنے کا شوق ہی نہیں ہے۔ میں اور چند باتیں بھی ان کو یاد کراؤں گا۔ ہم اسی ہندوستان میں بڑے ہوئے۔ ہندوؤں کے ساتھ ہمارے تعلقات رہے ہیں۔ ہندوؤں کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف لڑے بھی قیدیں بھی کاٹیں، ماریں بھی کھائیں لیکن جب ہماری آنکھیں کھلیں اور دیکھا کہ قائداعظم کہہ رہے ہیں کہ تم ایک علیحدہ ملت ہو قرآن میں ہے کہ مسلمان، مسلمان ہونے کی وجہ سے ایک علیحدہ ملت ہو جاتا ہے۔ تو پھر ہم نے سوچا کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے ہم نے یہ دیکھا کہ روپے تو ہندو حلوائی کی دکان پر ہم دیں اور وہ کہے کہ شیخ صاحب، چوہدری صاحب ذرا پرے ہو کر کھڑے ہونا تاکہ ہماری دکان نہ بھٹ جائے۔ روپے میرے لے کر مجھے مٹھائی دیتا ہے اور ہمیں اپنے تھال کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ شاید ہم کوئی کتے یا کوئی غلیظ پلید چیز ہیں جس کو ہاتھ بھی وہ نہیں لگانے دیتا۔ یہ ہمارے ساتھ اُنکا رویہ تھا۔ پھر اس کے بعد آپ سیاسی محاذ پر دیکھیئے۔ سیاسی محاذ پر آج تک ہمیں ہندوستان کے کسی ایک لیڈر کا بیان نہیں سنا سکتے جس نے یہ کہا ہو کہ پاکستان بن گیا ہے پاکستان کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔ پٹیل، جواہر لعل نہرو، گاندھی ان تمام لوگوں نے، میں ہندو مہا سبھا کے لیڈروں کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ وہ تو ہے ہی پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف۔ اُن سب نے یہ کہا ہے کہ پاکستان تو بن گیا ہے اور ہم نے اس کو مان لیا ہے لیکن یہ دس یا پندرہ سال کے عرصے

سے زیادہ چل ہی نہیں سکتا۔ اول تو یہ پہلے چھ آٹھ ماہ ہی میں تباہ ہو جائے گا یہ لوگ ہمارے پاس بھاگتے ہوئے آئیں گے۔ کہ ہمیں اپنے ساتھ شامل کرو۔ آج بھی اُن کے یہی عزائم ہیں۔ اور اُن کے عزائم انکے بیانات سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ کاش! یہ بات ہمارے پیپلز پارٹی کے لیڈر پڑھ لیں، دیکھ لیں، سمجھ لیں اور چشم بصیرت سے اس پر سوچیں۔ اگر وہ یہ سمجھ لیں اور جان لیں اور ان کا with reference to Pakistan بنیادی عقیدہ یہ ہو کہ ہندوستان کا کوئی لیڈر پاکستان کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔

As an independent sovereign nation

پھر اگر اس کے بعد وہ بات چیت کریں تو ہمیں کیا تردد ہے۔ اگر ایک آدمی مضبوطی سے اپنے ایمان اور عقیدے پر کھڑا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں ایک علیحدہ ملت ہوں اور اس ملت کو مجھے قائم رکھنا ہے تو پھر اس کا attitude وہ نہیں ہوگا۔ جو attitude ہماری محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے سارک میں، یا اپنی گفتگو میں راجیو گاندھی کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ ہمیں یہ اعتراض نہیں ہے جیسا کہ ابھی ہمارے دوست کہہ رہے تھے، بشیر احمد صاحب، ایک دوسرے سے ملنا، لوگ آپس میں ملتے ہیں۔ ہم کب کہتے ہیں کہ ملنا بند کر دو قائداعظم نے بھی ملنا بند نہیں کیا تھا۔ قائداعظم نے تو آخری دم تک ملنا بند نہیں کیا تھا۔ مگر اپنے سٹینڈ پر وہ مضبوطی سے چٹان کی مانند کھڑے رہے۔ آج محترمہ بے نظیر بھٹو اور ان کے رفقائے کار، میں رفقائے کار ہی کہوں دوہرا لفظ کہنا ٹھیک نہیں۔ اگر وہ اس عقیدے پر کھڑے ہو جائیں۔ وہ سمجھ لیں کہ خدا کی نظر میں ہم ایک ملت ہیں اور ہمارا یہ ملک ہے جو ہمیں خدا نے دیا ہے اور ہمیں اس کی حفاظت کرنا اور اس کی dignity کو قائم رکھنا ہے اس کی independence کو قائم رکھنا ہے اور یہ ہمارا فرض اولین ہے تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ جتنے مرضی راجیو گاندھی یا راجیو گاندھی کا کوئی جد امجد بھی یہاں آجائے بات کرنے کیلئے اس سے ہم مرعوب نہیں ہوں گے اور ہم اپنی بات پر پکے رہیں گے۔ اس صورت میں ہمیں ان سے ملنے میں تردد نہیں....

آپ کو، جناب چیئرمین! یہ اچھی طرح معلوم ہے زندگی بھر آج تک میں نے کسی ڈکیٹر کو تسلیم نہیں کیا۔ ڈکیٹر شپ کا میں بنیادی طور مخالف رہا ہوں اور ہوں۔ اور میں نے ہر موقع پر، ہر جگہ یہ کہا ہے کہ جمہوریت کا بدل کوئی ڈکیٹر شپ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں جنرل صاحب مرحوم سے کوئی بریف ہولڈ کرتا ہوں۔ مگر ایک بات ہے۔۔۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ سترہ یا اٹھارہ برس ہندوستان والوں نے یہ کام نہیں کیا کہ وہ یہاں آنے اور ہمارے لوگوں کو ملنے، آج یہ ہم نے معجزہ کر دیا ہے کہ یہاں راجیو گاندھی آگیا ہے۔ وہ کیوں آیا ہے؟ اس لیے کہ جنرل ضیاء الحق میں as a dictator لاکھ برائیاں ہوں، ایک خوبی اس میں یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام پر اسے مجھے قائم رکھنا ہے اور یہ independent nation ہے اور ہندو ہمارا مخالف ہے اس لیے اس سے کوئی بات کرتے کے لیے کوئی ہندو لیڈر آنے کی زحمت نہیں کرتا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یہ futile effort ہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ نہیں، ہمیں کچھ لوگ ایسے مل گئے ہیں جو ہماری بات کو نہ صرف یہ کہ غور سے سنیں گے بلکہ complacently سنیں گے۔ بلکہ ہماری بات کی قدر کریں گے۔ بلکہ ہماری بہت عزت افزائی کریں گے اور عزت افزائی کریں گے اپنے موقف کے خلاف۔ تو وہ آج آگئے ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ اگر اُن کو آپ نے چھوٹی قسم کی دعوت دی ہے تو بڑی قسم کی دعوت دے دیجئے۔ اپنے ہاتھ سے پکا کر کھلا دیجئے۔ ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے۔ ہم اعتراض کرتے ہیں کہ اپنے موقف کو تبدیل نہ کیجئے۔ اور آپ نے کشمیر کے متعلق اپنے موقف کو کیسے ڈھیلا کیا ہے جس پر حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ یہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ جس پر وہ آخری دم تک قائم و دائم رہے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ ملت اسے قائم رکھے گی۔

آج یہ کہہ دینا کہ ہمارا موقف کشمیر کے متعلق نہیں بدلا۔ دل میں شاید نہ بدلا ہو یا کاغذوں پر نہ بدلا ہو، یا زبان جو اپنے گھر میں استعمال کرتے ہیں یا سینیٹ کو سنانے

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

کے لیے یا مسلمانان پاکستان کو سنانے کے لیئے اسے نہ بدلا ہو لیکن in practice کیا ہوا۔ in practice یہ ہوا ہے کہ راجیو گاندھی آئے تو کشمیر کا بورڈ راستے سے ہٹا دیا جائے۔ وہ آ جائے تو اس کے سامنے کشمیر کا نام نہ لیا جائے۔ کسی گفتگو میں نام نہ لیا جائے اور اس کے برعکس وہ کہیں کہ کشمیر تو ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔ اگر کشمیر اس کا اٹوٹ انگ ہے تو کشمیر ہماری شہ رگ بھی تو ہے۔ کشمیر سے ان کا کوئی تعلق بھی تو نہیں ہے۔ ایک دفعہ جواہر لال نہرو سے میں نے کہا کہ آپ تو ہندو مسلمان کے لیے بات کیا کرتے تھے۔ ہمارے بڑے لیڈر تھے ہم آپ کو بڑا مانتے تھے تو یہ آپ نے یکایک کشمیر کے متعلق اپنا attitude کیوں بدلا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرا جذباتی معاملہ ہے کیونکہ میں کشمیری ہوں تو میں نے کہا کہ ہم اکیلے تو کشمیری نہیں ہو ہم بھی تو کشمیری ہیں۔ ہم سے پہلے آپ ہجرت کر کے آئے ہیں ہم تو بعد میں ہجرت کر کے آئے ہیں آپ کا تو صرف یہ ہے کہ آپ کشمیری ہیں۔ اور ہمارا یہ بھی ہے کہ ہم کشمیری بھی ہیں مسلمان بھی ہیں اور مسلمانوں کی وہاں اکثریت بھی ہے تیس سال تک ہندوستان وہاں حکومت کرتا رہا ہے اور اپنی institutions کو مستحکم کرتا رہا ہے فوج اس نے رکھی ہوئی ہے لیکن آج بھی وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر وہاں plefiscite کرایا جائے گا تو overwhelmingly لوگ پاکستان کے حق میں ووٹ دیں گے۔

کشمیر کے متعلق ایک بات نہیں کہی گئی کہتے ہیں کہ بڑے مشکل حالات میں شملہ معاہدہ ہوا تھا میں جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا مشکل حالات تھے اور مشکل حالات کیسے پیدا ہوئے تھے۔ مشکل حالات اس لیے پیدا ہوئے تھے کہ مشرقی پاکستان میں ہماری فوج کو شکست ہوئی۔ اور کیوں ہوئی؟ وہ اس لیے ہوئی کہ پولینڈ نے یونائیٹڈ نیشنز میں cease-fire کا، گفتگو کا، ٹیبل پر بیٹھ کر معاملہ کرنے کا فیصلہ کرنے کا ریزولیوشن پیش کیا جس کو تسلیم کرنے سے ہماری فوج ہتھیار پھینکنے پر مجبور نہ ہوتی نہ وہ گرفتار ہوتے لیکن اس کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا گیا۔ اور یہ حالات پیدا کیے گئے۔ صرف اس لیئے

کہ جمہوریت کے یہ دعویدار، جمہوریت کے یہ ٹھیکیدار ہیں، اس وقت، مشرقی پاکستان کی آبادی زیادہ تھی اور ان کے ووٹ بھی زیادہ تھے ممبر بھی زیادہ تھے۔ اگر ان کا وزیراعظم بن جاتا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑتی۔ ہم نے مشرقی پاکستان پر ستائیس اٹھائیس برس حکومت کی تھی، ہم مشرقی پاکستان کو اٹھاتے۔ میں ان دنوں میں بھی مشرقی پاکستان گیا ہوں جب ڈھاکہ ایک گوجر خاں جیسے گاؤں کی طرح تھا یا کسی ایک چھوٹے گاؤں کی طرح تھا۔ لیکن مسلم لیگ حکومت نے، پھر جنرل اعظم نے، جب وہ وہاں گورنر ہوئے اس کو تین چار سال میں ایسا بنا دیا کہ باغ و بہار۔ ہم نے دیکھا کہ بڑے بڑے عالیشان ہوٹل کھڑے ہو گئے۔ بڑی بڑی عالیشان سرکاری عمارتیں کھڑی ہو گئیں پارلیمنٹ ہاؤس بن گیا۔ یہ بن گیا وہ بن گیا۔ سڑکیں بن گئیں۔ ہم نے تو مشرقی پاکستان کے لئے کچھ کیا تھا۔ اگر مشرقی پاکستان کا کوئی آدمی وزیراعظم بن جاتا۔ وزیراعظم بھی وہ جو دوسرے الیکشن میں ہٹ سکتا تھا لیکن یہ بات منظور نہیں ہوئی تھی۔ ان کو یہ بات منظور تھی کہ ہم جو یہاں آ گئے ہیں میجارٹی میں خواہ ہم تعداد میں کم ہی ہیں لیکن ادھر ہم اور ادھر تم۔ تم ادھر جاؤ ہم ادھر آئیں گے۔ مشرقی پاکستان غتر بود۔ اور مشرقی پاکستان کی اہمیت جو ہے وہ آج پیپلز پارٹی کے کسی آدمی کو بھولنی نہیں چاہیئے۔ مشرقی پاکستان ہمارے لیے ایک asset تھا اور ہے۔ اور آج بھی میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کی اکثریت، مشرقی پاکستان کے اندر جو لوگ ہیں وہ پاکستان کو یاد کرتے ہیں اور پاکستان کے ساتھ آنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری اس بات میں کہ ہم خود غرض تھے ہم اپنی حکومت یہاں قائم کرنا چاہتے تھے۔ ہم اپنا راج یہاں قائم کرنا چاہتے تھے ہم اپنا ڈکٹیٹر یہاں قائم کرنا چاہتے تھے۔ ایک شخص نے اپنی غلطی سے اس کو غتر بود کیا اور خراب کیا۔ اس سے مشکل حالات پیدا ہو گئے تھے۔ ان مشکل حالات میں مسلمانوں نے شملہ معاہدے میں ایک لفظ اس معاملے کے متعلق نہیں کہا انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اپنے موقف پر قائم رہیں گے اس پر بات نہیں ہو گی جب تک دونوں فریق رضامند نہیں ہوں گے یعنی جس آدمی کے پاس پورا کشمیر ہو اس کا کوئی حق نہیں بنتا

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

اس کا کوئی لینا دینا بھی نہ اس کے ساتھ ہو۔ کشمیر کے لوگ ہی اس کے ساتھ نہ ہوں۔ اور غاصبانہ اس پر قبضہ کر کے وہاں بیٹھا ہو وہ کیوں کہے گا کہ آؤ جی گفتگو کر لیں۔ کیوں کہے گا؟ اگر اس معاہدے کی interpretation آج بینظیر بھٹو اور راجیو گاندھی کے دل میں یہ ہے تو ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے شملہ معاہدے پر اور میں کشمیر کے لوگوں کی بات کرتا ہوں وہاں ہر روز قرار دادیں پاس ہو رہی ہیں لوگ مارے جا رہے ہیں۔ وہاں گولیاں چل رہی ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ اگر شملہ معاہدے کا یہ مطلب ہے تو ہم اس پر تھوکتے بھی نہیں۔ اور شملہ معاہدے کو ہندوستان نے توڑا ہے۔ سیاچن جو شملہ معاہدے کی رو سے ہمارا تھا آج اس نے وہاں لا کر فوجیں بٹھا دی ہیں۔ یہ ان کے ساتھ مذاکرات کرتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ بھئی تمہارا بیوقوفوں کا کیا تعلق ہے سیاچین سے یہ تو ہمارا حصہ ہے تم تو اس کو غلطی سے الوٹ انگ کہتے ہو ہم تو سچائی سے کہتے ہیں نکلو سیاچین سے، یہ نہیں کہتے بلکہ وہ کہتے ہیں redeployment of forces کر لیں گے یعنی آپ کا بھی کوئی اس پر حق ہے اب یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے تو کشمیر پر کوئی بات نہیں کی کشمیر پر آپ نے بات نہیں کی تو اور کیا بات کی، ذرا چشم بصیرت کھولئے پیپلز پارٹی کے لیڈرو سنو، دیکھو کہ پاکستان کے لیئے تم کیا کر رہے ہو حکومت کس کی جاتی ہے کوئی وزیر بن جاتا ہے کوئی ادالیس ڈسی بن جاتا ہے۔........

جناب چیئرمین: اب ذرا وائنڈ اپ کرنا شروع کریں منٹو صاحب، سمیٹنا شروع کریں۔

جناب محمود احمد منٹو: جناب میں ہلکا سا پروٹسٹ کروں تو آپ ناراض نہ ہوں۔

جناب چیئرمین: پروٹسٹ بے شک کریں لیکن آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب محمود احمد منٹو: آپ کے حکم کے مطابق وائنڈ اپ کروں گا اگر آپ کہیں کہ اسی لمحے بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ جاؤں گا، میں نے ہمیشہ آپ کا حکم مانا ہے۔

جناب چیئرمین: اسی لمحے نہیں، آپ وائنڈ اپ کر لیں۔

جناب محمود احمد منٹو: جناب میں یہ ضرور کہوں گا کہ میری کچھ ایسی بدقسمتی ہے کہ جب کبھی مجھے تقریر کرنے کا موقع ملتا ہے تو وقت کی پابندی اسی وقت شروع ہو جاتی ہے خیر! اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ وقت کی پابندی ہمیشہ مجھ سے شروع ہوا کرے اور جو کہانیاں ڈالتے ہیں لمبی لمبی.......

جناب چیئرمین: آپ بے شک وائنڈ اپ کرنے میں دو تین منٹ لے لیں فوری طور پر نہیں آپ کو کہہ رہا ہوں۔

جناب محمود احمد منٹو: میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ بات نہیں ہے کہ آج ہمارے ساتھی سینیٹر بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ افغانستان سے متعلق جو پالیسی بدل دی جائے کیوں بدلا دی جائے یہ روس کو خوش کرنے کے لئے اور ہندوستان کو خوش کرنے کے لیئے ہے اچھا جناب.. آٹھ برس تک یا دس برس تک تو روس اپنی فوجیں وہاں بھیجتا رہا اسلحہ بھیجتا رہا ہم پر حملے ہوتے رہے یہاں تخریب کار آتے رہے اس وقت تو ہم نے کوئی ایسے لوگ بھی سنے ہیں جو وہاں پر کابل میں بیٹھ کر یہاں تخریب کار بھیجتے تھے ہمارے اپنے لوگ بھی تو ان لوگوں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا، کسی کی رگ حمیت نہیں پھڑکی، کسی کو تکلیف نہیں ہوئی آج جب مجاہدین نے وہاں کافی فتوحات کر لی ہیں اور نجیب اللہ حکومت کو ختم کرنے کے نزدیک پہنچے ہیں اور اسلامی حکومت قائم ہونے کا کوئی چانس ہے آج آپ سامنے آگئے آپ نے کہا نہیں آپ روس کو خوش کر لیں اور روس نے ہم کو کیا خوش کیا ہے روس یہ خوش کرتا ہے کہ آج ہی ان کا بیان آیا ہے کہ اگر امریکہ پاکستان کو ایف ۱۶ جہاز دے گا تو ہم ہندوستان کو اسلحہ سے بھر دیں گے، ہم لوگوں کو سیدھا کر دیں گے اب ہم ان کے پیچھے یہ کہیں گے کہ ان سے ملنا تو بہت ضروری ہے جو مخالف لوگ ہوں ان کو بھی ملا جائے، ملا جائے مگر وقار کے ساتھ ملا جائے مگر اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کے ارادے سے ملا جائے، ملا جائے لیکن stead fastly پکے دل

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

سے مضبوطی سے، قوم پر بھروسہ کر کے قوم کے جذبات کو دیکھ کر ملا جائے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ملا نہ جائے، نہ ملنا تو بد اخلاقی ہے مگر وہ بھی تو ہمیں یہاں پر ملنے آتے ہیں انہوں نے تو لگی لپٹی بات نہیں کی، انہوں نے تو ہماری طرح سے ہماری کوئی خوشامد نہیں کی انہوں نے تو یہ نہیں کہا کہ آپ سب کچھ ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم آ گئے ہیں بات کر لو، اور بات کرو یہی کہ کشمیر تو ہے ہی ہمارا اٹوٹ انگ، اور باتیں بھی کر لو، ٹریڈ میں ہم کو کھلی اجازت دے دو کہ ہم آ جائیں گے تمہارے ٹریڈ کو تباہ کریں گے تمہاری انڈسٹری کو تباہ کریں گے اور اپنا سب کچھ یہاں لے آئیں، لیکن آپ کیا کہتے ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کو جو اعتراض ہے وہ ان کے ملنے پر نہیں ہے ان کے رویے پر ہے جس طریقے سے اس ملاقات کو انہوں نے conduct کیا ہے جس طرح سے لوگوں کو تاثر دیا ہے کہ ہم ان کے تابع مہمل ہیں ہم کو اس پر اعتراض ہے پوری قوم کو اس پر اعتراض ہے اور کشمیر کے متعلق اگر کسی شخص کو کوئی کسی قسم کا شبہ ہے تو آیئے اسی بات پر پاکستان میں ہی رائے شماری کرا کے دیکھ لیں اگر ۹۰ فیصد سے کم لوگ کشمیر کو پاکستان کا حصہ مانیں اور اس کے لئے کوشش کرنے کے خلاف ہوں تو ہم اپنے موقف سے دست بردار ہو جائیں گے اگر نہ ہوں تو آپ مہربانی کر کے اپنا بستر گول کیجئے اور کسی اور کو موقع دیجئے کہ وہ آ کر یہ معاملہ حل کرے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان تمام باتوں کا اثر یہ نہ لیا جائے ان باتوں سے بعض دفعہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم حکومت کے خلاف بات کر رہے ہیں یا حکومت کو گرانے کا سوچتے ہیں اس سے بھی ہم انکار کرتے ہیں۔ ہم تو سچ بولیں گے اب جھوٹ نہیں کہیں گے، پیپلز پارٹی کی حکومت کے ہم بہت سی وجوہات کی بنا پر مخالف ہیں، ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ہم مخالف ہیں، ان کے ideals ہیں جو انہوں نے بنائے ہوئے ہیں ان کے ہم مخالف ہیں لیکن خدانخواستہ ہم یہ نہیں کریں گے کہ کوئی ایسی بات درمیان میں لا کر غیر آئینی طور پر کہ وہ یہاں سے جائیں۔ آئین کا تو شاید ان کو پتہ نہیں وہ تو صرف رٹ ہی لگاتے ہیں کہ ہم آئین پر عمل کریں گے۔ ڈاکٹر شبیر انگتی صاحب بھی بعض دفعہ آئین کے متعلق ہی کہا کرتے ہیں۔ آئین اور قانون۔ اگرچہ مجھے شبہ ہے کہ آئین اور قانون

کی اے بی سی کے متعلق بھی ان کو پتہ ہے لیکن یہ بات بہرطور زبانی ہی کہیں اگر زبانی کہتے ہو تو اس پر یقین بھی رکھو ہم اللہ کے فضل و کرم سے کوئی ایسی بات نہیں کریں گے ہمارے قائداعظم نے ہم کو یہ نہیں سکھایا ہے کہ کوئی غیر آئینی، کوئی غیر قانونی بات کریں آج تک میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ کوئی اُن کا مخالف ترین آدمی یہ نہیں کہہ سکا کہ اس تمام پاکستان کی لڑائی میں آپ نے فلاں چیز غیر آئینی یا غیر قانونی کہی ہے کہا جاتا ہے کہ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے، مخالف کے منہ سے یہ تعریف ہوتی ہے تو کوشش کیجئے کہ کچھ نہ کچھ سچ آپ بھی بول دیا کریں، شکریہ جناب!

جناب چیئرمین: شکریہ جی، قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع عنایت کیا اس ایوان میں بارہا امور خارجہ پر مفصل بحث ہوئی، عام دستور، طریقے اور روایت کے مطابق اس کا جواب ہمارے محترم وزیر خارجہ صاحب ہی دیا کرتے ہیں اور اس وقت اگرچہ مکمل امور خارجہ پر بحث نہیں ہو رہی لیکن یہ امور خارجہ کا ایک حصہ ضرور ہے ہم اس وقت اس پر بحث نہیں کر رہے کہ دنیا کے قریب اور بعید تمام ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کس نوعیت کے ہیں اور کس نوعیت کے ہونے چاہئیں اور کیا ہماری خواہش ہے اس وقت ایک موضوع ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت کیا ہے اور ان کی یہاں آمد و رفت سے جو اثرات مرتب ہوئے ہیں اس سلسلے میں قوم کو کیا تشویش لاحق ہوئی ہے میں یہ وضاحت کر دوں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو کہ ہم اپنے وسائل، مسائل اور مشکلات کی بنا پر یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہم کسی سے جنگ کریں۔ نہ ہم اس کے متحمل ہو سکتے ہیں نہ کسی پاکستانی کی یہ خواہش ہے چاہیئے موجودہ حکومت ہو چاہیئے اس سے سابقہ حکومت تھی سب نے یہ کوشش کی ہے کہ ہمارے تعلقات اچھے رہیں اور پڑوسی ہونے کے ناتے سے ہمارا

[Qazi Abdul Latif]

زیادہ فرض بن جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بہترین اور مثالی ہوں مگر افسوس یہ ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے آج تک ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکے اور ہماری یہ خواہش پوری نہیں ہو سکی اور ہمارے تعلقات استوار نہیں ہو سکے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہم پر تین جنگیں مسلط کی گئی ہیں ہم رواداری کے بھی خلاف نہیں ہیں ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ کسی کے ساتھ رواداری نہ کی جائے ہم رواداری کے بھی قائل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا۔ کہ رواداری اور مدارات کو اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور اپنی خودداری کو قائم رکھتے ہوئے اپنے مقاصد کو مجروح کیے بغیر برقرار رکھنا تو ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم اس طریقے سے رواداری برتیں لیکن خدانخواستہ اگر وہ ہماری خودداری کو مجروح کرتے ہیں تو اس کو پھر بے حمیتی سے تعبیر کیا جائے گا اور یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے یہ قوم کا مسئلہ ہے ملت کا مسئلہ ہے ملک کا مسئلہ ہے خدانخواستہ اگر ہمارے نمائندہ یعنی ہمارے وزیر اعظم کی جانب سے کوئی کمزوری ظاہر ہوتی ہے تو وہ ساری قوم کی طرف منسوب ہوتی ہے ایک شخص کی طرف نہیں یہ واقعہ ہر مقرر نے دہرایا ہے اگرچہ یہ کہا جائے گا کہ بہت چھوٹا سا واقعہ ہے کہ کشمیر کا بورڈ ہٹا دیا گیا لیکن میں عرض کروں گا کہ چھوٹا ہونے کے باوجود بھی اس کے اثرات بہت گہرے ہیں اور یہ اپنی خودداری سے گری ہوئی بات ہے کہ ہم اپنا مقصد جس کو ہم تحریر کے ذریعے سے نمایاں کرنا چاہتے ہیں اس پر ہم شرمائیں اور اس سے ہم دستبردار ہوں۔

اس طریقے سے میں گزارش کروں گا کہ فوجی بینڈ کو تبدیل کرنا بظاہر یہ چھوٹا سا معاملہ ہے لیکن اس کا مقصد یہ ہے ہمارے جو عزائم اپنے ملک کے تحفظ کے لیئے اپنی ملت کے تحفظ کے لیئے اپنی بقاء کے لیئے اور اپنی قوم کے تحفظ کے لیئے ہیں گویا ہم ان سے دستبردار ہو رہے ہیں یہ ایسی چیز ہے جو خودداری کی حدود کو مجروح کر دیتی ہے۔ اور جس کی بنا پر قوم کے سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔

بہرحال میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس وقت ہندوستان کے عزائم کیا ہیں سابقہ تاریخ کے حوالے سے ہمارے بزرگوں اور دوستوں نے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے لیکن میں صرف واقعات کے لحاظ سے عرض کرتا ہوں کہ آج ان کے عزائم کیا ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں آج کے بیانات کے لحاظ سے بھی وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان ایشیا کا واحد حکمران ہو اور اگر وہ ایشیا کا واحد حکمران بنتا ہے تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہو گا لیکن کم از کم ہمیں اپنے زندہ رہنے کا بھی حق دیا جائے ہم دیانت کے قائل ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو ہم نے آج تک کسی پر جارحیت نہیں کی ہم نے دوسروں کو بھی آزادی دلائی ہے اور خود بھی اپنی آزادی کے لیئے ہر وقت قربانی دینے کو تیار ہیں افغانستان ہمارے سامنے زندہ مثال ہے افغانستان کے اندر ہم نے جو کردار ادا کیا وہ ساری دنیا کے سامنے ہے اور ساری دنیا نے ہماری تائید کی ہے کہ حق اور جوانمردی اور حمیت اسی کا نام ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی بھی حفاظت کی جائے اور اپنی بھی حفاظت کی جائے ہندوستان کے عزائم ہمارے متعلق بدل گئے ہیں سابق تاریخ کے متعلق ہمارے پروفیسر خورشید صاحب نے بہت سے دلائل دیئے بہت سی روایات کا ذکر کیا اور بہت سارے تاریخی واقعات بیان کیئے کہ ان کے عزائم کیا تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج ان کے ہمارے متعلق عزائم کیا ہیں اس پر بھی ہمیں سوچنا چاہیئے اس کے متعلق اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ یہاں آکر انہوں نے ہمارے ملک میں کشمیر کے مسئلے سے انکار کر دیا ۔ یہ کشمیر کا مسئلہ ہر ایک مقرر کی زبان پر آیا ہے اور اسی بنیاد پر ہم چلا رہے ہیں ہم مجبور ہیں کہ ہر مقرر اس کا تذکرہ کرے اس لیئے میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق ایک جملہ فرمایا تھا وہ غالباً ایک ایسا الہامی جملہ تھا کہ اس کے سوا اس کے لیئے اور کوئی جملہ ہو بھی نہیں سکتا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے ۔ ہ اس نے اس کے اندر ساری حقیقت کو سمو دیا ہے کہ اگر کشمیر آپ کے ہاتھ نہیں آتا اور کشمیر سے آپ دستبردار ہوتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے اپنی شہ رگ کو خود ہی کاٹ لیا ہے لہذا کشمیر کے ساتھ ہمارا تعلق موت اور حیات کا ہے اور ہر مقرر نے اس کا تذکرہ اس

[Qazi Abdul Latif]

بنیاد پر کیا ہے چونکہ یہ اہم ترین مسئلہ ہے اس پر ہم کسی صورت میں بھی دستبردار نہیں ہو سکتے یہاں اگر ہمارے ملک کے اندر یہ کہہ دیتا کہ کشمیر کے اندر حق خود ارادیت یا کشمیر میں رائے شماری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کا معنی یہ ہے ہمارے منہ کے اوپر چپت ماری جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ انہی دنوں ہندوستان کے وزیر خارجہ یہاں بیٹھ کر اعلان کرتے ہیں کہ ہم یہ ضمانت کسی کو نہیں دے سکتے کہ ہندوستان اپنی فوجیں کسی دوسرے ملک کے اندر نہیں اتارے گا اس کا معنی اور اس کا حاصل کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسی اخبار کے اندر ان کا یہ بیان بھی آتا ہے شملہ معاہدے کے متعلق جو تفصیل اور جو وضاحت ہندوستان کرنا چاہتا ہے وہ وہی وضاحت ہوگی یہ ایسے معاملات ہیں جن سے ان کے عزائم معلوم ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس وقت ہندوستان نے ہمارا مکمل گھیراؤ کر لیا ہے افغانستان کے اندر اس کی مداخلت۔ روسی انخلا کے ساتھ فوراً ہندوستان نے نجیب کو دعوت دی کہ آپ ہندوستان میں آئیں اور اسی وقت ان کے ساتھ ان کا معاہدہ ہو گیا ایک طرف افغانستان کے ساتھ اس کا معاہدہ اور افغانستان میں فوجی مداخلت اور دوسری جانب روس کے ساتھ اس کے معاہدے اور تیسری جانب شمالی علاقہ جات کے اندر علیحدگی کی تحریک کی آبیاری اور چوتھی جانب سندھ کے اندر مداخلت۔ یہ سارے کے سارے ایسے واقعات ہیں جن سے ان کے عزائم مکمل طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں اس وقت ان حالات کے ہوتے ہوئے ہمارا فرض یہ تھا ہم ان سے وضاحت طلب کرتے اگر وہ بار بار ہم سے یہ پوچھ سکتے ہیں اور ان کے صحافی ہم سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ پنجاب کے متعلق آپ کا رویہ کیا ہے تو ہمیں بھی کم از کم یہ جرأت دکھانی چاہیئے تھی کہ راجستھان کے اندر ۳۷ تخریب کاروں کی تربیت گاہیں جو قائم ہیں وہ کس لیئے ہیں اور وہ کس کے لیئے ہیں وہ کہاں مداخلت کریں گے اور اس وقت سندھ کے اندر جو حالات ہیں وہ ہمارے

سامنے ہیں تمام اخبارات چلا رہے ہیں کہ اس کے اندر بیرونی مداخلت ہے یہ بیرونی مداخلت امریکہ کی نہیں ہو سکتی یہ بیرونی مداخلت براہ راست روس کی نہیں ہو سکتی یہ بیرونی مداخلت کسی اور ملک کی نہیں ہو سکتی اگر یہ بیرونی مداخلت ہو سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف ہندوستان کی جانب سے ہو سکتی ہے اور اس نے کی ہے اور اخبارات نے اس کی نشاندہی کی ہے کہ وہ وہاں ہمارے ساتھ کیا کچھ کر رہا ہے اس کا کردار اس کا طریقہ کار آج بھی وہاں اسی طرح جارحانہ ہے جیسے مشرقی پاکستان کے اندر وہ ہمارے ساتھ کر چکا ہے یہاں بھی وہی کچھ کیا جا رہا ہے لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے ہمارے نوجوانوں کو اپنے نظریات سے منحرف کرنے کے لیئے اور اپنے نظریات کو ختم کرنے کے لیئے وہاں مکمل طریقے سے کام ہو رہا ہے لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے میں عرض کروں گا دنیا میں قوموں کی زندگی کا دارومدار نظریات کے اوپر ہونا چاہیئے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے متعلق فرمایا تھا

میری سمجھ سے ہے باہر محیط یہ مرکز
ترقیاں ہوئیں کس کی جو قوم ہی نہ رہی

اگر نظریہ نہ رہا اگر قوم نہ رہی اگر یہ دو قومی نظریہ ہی باقی نہ رہے تو پاکستان کا تشخص کہاں پر قائم ہو گا۔ اور میں کہوں گا کہ آج بھی ان کا طریقہ کار یہی ہے آپ نے پڑھا ہو گا نوائے وقت میں آیا تھا کہ اس سفیر سے پہلے سفیر غالباً اس کا نام ایس۔ کے۔ سنگھ تھا اس نے کہا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات اس وقت تک صحیح اور استوار نہیں ہو سکتے۔ جب تک پاکستانی، ہندوستانیوں کو کافر کہتے رہیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کسی کے ساتھ کفر کی وجہ سے لڑائی نہیں کر رہے ہم نے ثابت کیا ہے کہ چین کے ساتھ ہمارے مثالی تعلقات ہیں ان کا مذہب علیحدہ اور ہمارا مذہب علیحدہ ہے اور آج تک ہم ان کی دوستی پر فخر کر رہے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے درد اور غم میں شریک ہوں .. اور ان کی بھی یہی خواہش ہے۔ کفر کی وجہ سے ہم کسی کی مخالفت نہیں کر رہے لیکن یہ بھی برداشت نہیں کرتے کہ وہ اپنا کفر ہم پر مسلط

[Qazi Abdul Latif]

کر دیے۔ آج ہماری لڑائی انکے ساتھ صرف اسی بات پر ہے کہ وہ اپنے کفر کو ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں۔

اپنے مشترکہ مسائل کے لحاظ سے، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے محل وقوع کے لحاظ سے اور ایشیائی ہونے کے لحاظ سے بہت سے مسائل ہمارے مشترکہ ہیں اور ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم مشترکہ وسائل ومسائل کی بنیاد پر اکٹھے بیٹھ کر ان کا حل نکالتے مگر افسوس یہ ہے کہ آج تک انہوں نے یہ بات نہیں کی کہ کسی کے ساتھ بیٹھ کر مشترکہ مسائل کا حل نکالیں۔ میں یہ اس بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ ہندوستان کے اندر جو ریاستوں کا حشر ہوا وہ اسی بنیاد پر ہوا کہ اُن کو یہ طریقۂ کار نہیں آیا۔ آج ہندوستان کے پڑوسیوں کے ساتھ، چاہے سری لنکا ہو مالدیپ ہو یا بھوٹان ہو، ان کے ساتھ جو اس کا رویہ ہے وہ بھی ان کی غمازی اور نشاندہی کر رہا ہے کہ اُس کو وہ طریقۂ کار آتا ہی نہیں ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ کیسے رہا جاتا ہے اور وہ آج اس پاکستان میں بھی وہی عزائم رکھتا ہے جو اس نے مشرقی پاکستان میں رکھے تھے۔

میں گزارش کروں گا کہ ہم اس کے ساتھ تعلقات چاہتے ہیں ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ اس کے ساتھ رواداری روا نہ رکھی جائے۔ لیکن رواداری، خودداری کو مجروح نہ کرنے پائے۔ میں اس وقت صدر محترم کا وہ تاریخی جملہ دہراؤں گا جو انہوں نے ہندوستان سے کہا تھا کہ آپ ایسا طریقہ کار اختیار کیجیئے کہ دنیا سے یہ تاثر زائل ہو جائے کہ آپ یہاں پر اپنی بالادستی قائم کر رہے ہیں اس بالادستی کو زائل کرنے کے لیئے آپ کو جدوجہد کرنی چاہیئے یہ تاریخی جملہ تھا۔ میں یہی کہوں گا کہ ہمارے وزیر اعظم کو ایسا طریقۂ کار اختیار کرنا چاہیئے جو یہ تاثر زائل کر دے کہ ان کے ہندوستان سے فرودستی کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے اگر ان کو بالادستی کے اثرات زائل کرتے ہیں تو ہمیں فرودستی کے اثرات زائل کرنے ہوں گے۔ آج ہمارے رویئے سے یہ تاثر لیا جا رہا ہے کہ ہم ان کے سامنے بچھے جا رہے ہیں ہم ان کی خوشامد کر رہے ہیں۔ سارک کانفرنس شاہد ہے کہ اس موقع پر ہم نے وہ طریقۂ کار اختیار کیا جو خوشامد کی حدود میں داخل ہو گیا۔ جو چاپلوسی کی حدود میں داخل ہو گیا۔ ہمارے دوسرے مہمانوں نے

یہ چیز برملا محسوس کی لیکن انہوں نے اپنی شرافت کی وجہ سے ہمیں محسوس نہیں ہونے دیا کہ ہم اس چیز کو محسوس کر رہے ہیں۔

بہرحال ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہوں۔ لیکن اپنے مقاصد اور سلامتی کو مجروح کئے بغیر مگر ان حالات کے ہوتے ہوئے آج ان سے یہ توقعات وابستہ کرنا کہ وہ ہمارے ساتھ اچھے تعلقات استوار کر رہے ہیں عبث ہے بہرحال ہم اس وقت جن مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں، ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہم کسی کے ساتھ کشیدگی کو بڑھائیں گے بلکہ چاہتے ہیں کہ کشیدگی کم ہو جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی توقعات رکھنا کہ جو واقعات کے خلاف ہوں، جو ذلت کا باعث ہوں، ایسی توقعات سے ہمیں بچنا ہوگا۔ اس وقت کشمیر اور سیاچین کے مسائل ایسے ہیں کہ جن سے ہم کسی صورت میں دستبردار نہیں ہو سکتے۔ ہم اس پر بڑا افسوس کرتے ہیں کہ ہندوستان کا وزیراعظم یہاں بیٹھ کر یہ کہتا ہے کہ تمہارا ایٹمی پروگرام فوج کی نگرانی میں ہے۔ یہ سوال کرنا اُس کا کوئی حق نہیں تھا یہ افسوسناک سوال تھا۔ لیکن اس سے زیادہ خطرناک ہمارا جواب تھا۔ کہ نہیں وہ سول کی نگرانی میں ہے۔ اس کیلئے ہونا یہ چاہیئے تھا کہ خودداری کے لحاظ سے یہ کہا جاتا کہ یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے ہم جس شعبے کو جس شعبے کی نگرانی میں دینا چاہیں یہ ہماری اپنی آزادی اور قومی خودمختاری کا تقاضا ہے۔ یہ کہہ دینا کہ نہیں وہ سول کی نگرانی میں ہے یہ معذرت خواہانہ جواب ہے یہ قوم کی خودداری کے خلاف ہے۔ آئی۔ایس۔آئی کے اندر تغیر و تبدل کرنا اور اس پر ہندوستان کی طرف سے خوشی منانا اور ہر وہ ادارے جو پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش رہے ہیں ان کا خوشی منانا انتہائی افسوسناک بات ہے۔ ہم یہ کہیں گے کہ یہ تاثر زائل کیا جائے۔ قوم کو بتلایا جائے کہ وہاں کیا کیا تغیر ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے؟ اور یہ خفیہ باتیں جو وہاں ہوتی ہیں اسکے متعلق بھی یہ عرض کروں گا کہ قوم کو اعتماد میں لیا جانا چاہیئے۔ کھلے اجلاس میں نہ سہی بند اجلاس میں سہی، میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ کل

[Qazi Abdul Latif]

ہمارے وزیر اطلاعات نے اس سلسلے میں کچھ ارشادات فرمائے ہیں میں عرض کروں گا کہ یہ ان کا مقام نہیں ہے اُن کی معلومات اور ہماری معلومات کے ذرائع ایک ہیں میں اگر یہ کہوں ڈاکٹر اقبال مرحوم کی روح سے معذرت کے ساتھ۔۔۔

؎ کہ درونِ پردہ ہنگامے ہیں کیا کیا

وزیر مملکت کو کیا خبر ہے وہ اس کو کیا جانتے ہیں۔ یہ کام ہے وزیر دفاع کا، یہ کام ہے وزیر خارجہ کا، انہی کا کام ہے کہ وہ قوم کو بتلائیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا باتیں ہوئی ہیں ہندوستان کے اخبارات اس پر لکھ رہے ہیں کہ خفیہ معاہدہ ہوا ہے اور کچھ یقین دہانیاں کرائی گئی ہیں۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ سے ہم عنقریب اس سے متعلق منظوری لے لیں گے۔ لیکن اس وقت تک پارلیمنٹ کو بتلایا نہیں گیا ہے کہ وہ ہے کیا ؟ اور کیا ہوا ہے ؟ اور کیا ہونے والا ہے ؟ بہر حال میں اسی کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جو انتہائی نازک معاملہ ہے اسی پر سوچنا چاہیئے۔

؎ اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman. May I Sir, ask you at the very beginning as to how much time I have been allowed.

Mr. Chairman. No, you are always very brief, normally I give you about fifteen minutes but may be you can finish in ten.

Dr. Bisharat Elahi: I am always brief because you have asked me to be brief.

Mr. Chairman: I admire your qualities because as they say; "brevity is the soul of wit".

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman Sir, a lot has been said and I subscribe to whatever has been said in this House excepting

perhaps one speaker with whom I do not concur entirely. Lot of praise has been showered on the remarks or perhaps shall I say the advice of our President Ghulam Ishaq Khan to the Indian Prime Minister..... and I would like to add my voice and my vote amongst those who have already conveyed their appreciation to him, that in fact Sir, is the crux of the whole matter. The President was very candid, out spoken and forthright when he told the Indian Prime Minister that there is a credibility gap between India and the other countries specially Pakistan and India should dispel the impression which the surrounding countries have about it regarding its hegemonic designs. Sir, how does an average Pakistani perceives India - Pakistan's relationship. To my mind it is the number one, the history and the history may be divided into the period before partition and the period since partition. Before partition we have known the hostility and the mal-treatment of the Muslims in the then combined India and this is continuing right up to the present day. During the time of partition we have the memory of murders, killings, arsoning, looting, rapes and all other things that happened during that period. After the partition we have been through three wars.

The next thing is the statements which one hears and the utterances of the Indian leadership, the Indian Ambassadors in Pakistan in which they have gone on unabated at all levels and all forums condemning Pakistan, condemning Pakistan's nuclear programme, condemning any aid coming to Pakistan from the States and for perhaps offences which Pakistan has not even committed whether there was a question of the F-16 being supplied to Pakistan by the Americans. We are all aware that Indian - Jewish lobby gets activated and there is a big hue and cry from the Indians in return the Americans are forced to pacify them by either giving them the supra computer or technical know-how or other technologies. The Russians come to their help by giving them the nuclear submarines and perhaps Sir, if you have seen todays' "Jang" one of the prominent news items is and it goes

انڈیا جنوبی ایشیا کا سب سے بڑی قوت بن گیا ہے ۔

on to say that India spends twice as much on its armed forces and on its military hardware as China and Sir, China is the third largest army in the world and India is spending more than what China is, one can well imagine. The obvious question that comes to one's mind is why India is having this build up which is a prospective enemy India has in mind. India's actions in the past are much too obvious - the way they have conducted their

[Dr. Bisharat Elahi]

affairs with all the smaller countries without exception. Sir, there is not a single country around India with which India has good cordial relations except perhaps Pakistan but that is what we are told.

India's hegemonic designs is another factor which comes in one's perception when one thinks of India and Pakistan's relationship. Their armed build up I have just mentioned, their naval build up, their nuclear programme they have already gone beyond that and now we are told, they are in the process of making the hydrogen bomb. For whom, is my question ?

In addition to its own gigantic establishment where India makes extensive military hardware, India since the last three to four years has been the largest importer of military hardware in the world.

Sir, another question which comes to one's mind is, whether India has at any stage made any effort 'conscious or un-conscious' to set the minds of its neighbours including Pakistan at rest and allay their fears about its hegemonic designs. The answer is obviously 'no'. At this stage I would like to make a passing comment on the SAARC Summit of December 1988.

Sir, we i.e. Pakistan, the Government of Pakistan made Prime Minister Rajiv Gandhi the guest of honour and ignored the other heads of States and Governments who were here. Thereby delineating them and distancing them from Pakistan and these smaller countries of the SAARC were looking up to Pakistan as a source of strength. This gesture by the Government of Pakistan has in fact weakened SAARC. For the smaller countries no longer have the confidence in Pakistan in being able to stand up against India if such an occasion arose.

Sir, a lot has been said about this already but to please Rajiv Gandhi, I also add my voice to what happened then. The sign board of Azad Kashmir House had to be uprooted on a flimsy excuse that it did not conform to the CDA rules and the name of Muzafarabad had to be eliminated from the 'weather news' lest Mr. Gandhi may not be displeased. One gets the impression that the other Heads of States and Governments who were here at the SAARC must have gone back rather disappointed.

Sir, permit me to say a few words or make a few observations on the speech or on the Address given to the Senate by

Mr. Javed Jabbar the other day. According to the honourable Minister since no Indian Prime Minister had come to Pakistan for 29 years, therefore, in this context alone the visit was purposeful. Yes Sir, it was purposeful. I fully conceive this point but it was purposeful for Mr. Gandhi and why? May I say because he was able to enhance his image both at home in India and abroad. As far as Pakistan is concerned I am not aware what purposefulness it served. The other point on which the honourable Minister touched was that he denied the discrepancy in the number of check-posts in Sindh and the Punjab sectors, but he did not elaborate on this. My request to treasury benches is to make a note of this and herpahs elaborate on this particular point when they stand up to reply to this motion.

One more point which I would like to touch from the speech of the honourable Minister is 'the change of tune by the guard of honour' and he said that it was the same tune that was played in honour of President Yasser Arafat. May I most respectfully state that President Yasser Arafat symbolizes the Palestinian struggle and Pakistan and the people of Pakistan are fully committed to this struggle. So, on this issue, we have time and again recognized a firmed and reaffirmed that "ہم ایک ہیں". Therefore, this tune, during the visit of President Yasser Arafat was not out of context. It was fully justified, and just because it was played when President Yasser Arafat was here does not justify playing at when the arrogant Indian Prime Minister comes to Pakistan.

Sir, now I would come to an objective analysis of the outcome of the Indian Prime Minister's visit. Sir, whereas we, as hosts, have gone out of our way to adopt an extremely submissive attitude but our guest was arrogant as ever and in the process as I have already said went away further enhancement of his image both at home and abroad. This is their election year and the elections are due within the next two or three months.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Now you should wind up your speech. I think we are running short of time now.

Dr. Bisharat Elahi: Only three minutes, Sir.

This attitude or enhancement of his image may stand him in good stead during this election year at home. Because of his ability to look him in the face and tell him to lay his hands

[Dr. Bisharat Elahi]

off Nepal, Sri Lanka, he went away full of confidence. We should have conveyed our explicit displeasure to him on both these issues.

Thirdly, India now is fully involved in the Afghanistan issue and Pakistan has directly or indirectly recognized the Indian role whereas India was asked to keep out of it and to stay away from it till the middle of last year. The Siachen dispute there was a lot of trumpting fanfare, the Foreign Minister or a Foreign Secretary of India is coming here and our Foreign Secretary is holding a joint press conference with him and saying that everything has been resolved. The Indian Foreign Secretary goes back to India and denies whatever was said in the press conference over here and now we were told that Mr. Rajiv Gandhi is coming over here and the Siachen dispute is being solved, but it is as it was. Mr. Gandhi was critical on your peaceful nuclear programme. A lot has been said about this already. So, I will confine myself just remarks. We have opened our markets to India so we will be India's consumers of Indian goods. So, they have done very well in this regard also. Now we have paved the way for the invasion by India on the cultural, educational and literally fields.

On the **Sindh** issue, we have just been mute. We were not able to raise this issue. As far as I am aware it was not raised during the press conference. So, India can have free-hand as far as Sind is concerned.

Kashmir, last but not the **least, a** lot has been said about it, and as time is running out, I thank you, Sir.

Mr. Chairman: Than'• you very much.

Mr. Muhammad Tariq **Chaudhary.**

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمان الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
شکریہ! جناب چیئرمین! خارجہ تعلقات کی ضرورت خالصتاً عملی اور پریکٹیکل ہوتی ہے
خارجہ تعلقات دراصل تجارت کے لیئے منڈیاں، دفاع کے لیئے حلیف اور ضرورت
کے لیئے مددگاروں کی تلاش کا نام ہے طرز حکومت کچھ بھی ہو اقتدار کیسے ہی لوگوں کے
ہاتھ میں ہو قوم کا ایک قدرتی سمت سفر ہوتا ہے جس کی طرف وہ چلتی رہتی ہے اقتدار
مسٹر بھٹو کے پاس ہو یا اقتدار جنرل ضیاء الحق کو منتقل ہو جائے آپ یہ دیکھیں گے

کہ قوم کا مجموعی طور پر خارجہ تعلقات میں ایک قدرتی راستہ ہے جس کی طرف وہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور رواں دواں رہتی ہے، دو دشمن قبیلوں کے درمیان اگر وقتی طور پر صلح ہو جائے، معاہدہ امن ہو جائے تب بھی دو مسلسل دوستوں کی طرح ان کے درمیان دوستی کے رشتے استوار نہیں ہوتے اور کوئی بھی اتفاقی حادثہ یا کوئی بھی واقعہ ان کے اس وقتی امن کو چاٹ لیتا ہے اور پھر سے ان کے درمیان آپس میں ٹھن جاتی ہے اسلحہ نکل آتا ہے اس لیے باہمی معاہدے اور امن کے باوجود دشمن اور متحارب قبائل ہمیشہ تیار اور اسلحہ بند رہتے ہیں پاکستان اور بھارت دو متحارب قومیں ہیں دو دشمن قومیں ہیں جن کا نقطہ نظر مختلف ہے جن کے مفادات مختلف ہیں جن کی تعلیم مختلف ہے جن کا تمدن مختلف ہے الغرض وہ ہر طرح ایک دوسرے سے متصادم ہیں اور مخالف ہیں لہذا انہوں نے جو صدیوں سے آپس میں حریف ہیں ابھی صدیوں تک آپس میں حریف رہنا ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد ہی ہماری خارجہ پالیسی تشکیل پائی تھی اور اس کا ایک متعین رخ تھا لیکن پچھلے آٹھ مہینوں میں ہم نے اپنے قدرتی رخ کو غیر قدرتی طریقے سے تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کا نتیجہ پاکستان کے حق میں نکلتے ہوئے نہیں دکھائی دیتا۔

ہمارا موضوع بڑا ہی مختصر ہے۔ مسٹر راجیو گاندھی کا پاکستان کا دورہ۔ میں اپنے آپ کو اسی تک محدود رکھوں گا بین الاقوامی معاہدوں کے ضمن میں بار بار جمہوریت کا ذکر آتا ہے بار بار جمہوری حکومت کا حوالہ دیا جاتا ہے جمہوری قوت صرف آپ ہی نہیں ہیں۔ پی پی کا نام آپ جمہوریت نہیں رکھ سکتے صرف پی پی کا نام آپ جمہوریت نہیں رکھ سکتے وہ تمام طاقتیں جو ووٹ کے ذریعے سے اقتدار کے حصول کے لیے جدوجہد کرتی ہیں وہ ساری طاقتیں جمہوری طاقتیں ہیں وہ نوابزادہ نصر اللہ کی تنہا ذات ہو جماعت اسلامی کی موثر تنظیم ہو مسلم لیگ کے قائدین کی انجمن ہو یا پیپلز پارٹی کی بے راہرو قیادت ہو، یہ ساری کی ساری جمہوری قوتیں ہیں۔

اور فوج ایک ملازمین کا طبقہ ہے جس کے ذمے یہ کام ہے کہ وہ ہماری سرحدوں کی حفاظت

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کرے چوکیداری کرے اور اسی غرض کے لیئے ہم نے اس کو اسلحہ بند کیا۔ جس گھر کے باہر ایک مسلح چوکیدار کھڑا ہے اس کے ذمے ہے کہ کسی چور کو کسی ڈاکو کسی قاتل کو وہ گھر کے اندر داخل نہ ہونے دے اور خود بھی گھر کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے، اندر نہ گھسے لیکن اگر اسی گھر سے کسی معصوم دوشیزہ کی چیخیں اٹھ رہی ہوں اس کی عزت کو خطرہ پڑ گیا ہو تو وہ چوکیدار بعض اوقات مداخلت کا مرتکب ہو جاتا ہے اور یہی کچھ بار بار پاکستان میں ہوتا رہا ہے۔

اب ہم آٹھ مہینوں کی کارکردگی کو دیکھیں گے ان آٹھ مہینوں کی کارکردگی میں شملہ معاہدہ کا ذکر بار بار آتا ہے شملہ معاہدہ ایک خود مختار آزاد قوم کا اپنی مرضی سے کیا ہوا معاہدہ نہیں ہے وہ جنگ کے مابعد اثرات میں ایک دباؤ کے تحت کیا لیا معاہدہ ہے اور شملہ معاہدہ ہی شریعت بھی نہیں ہے جس کے آتے ہی پرانے تمام معاہدات اور تمام شریعتیں اور تمام احکامات جو ہیں منسوخ ہو جائیں شملہ معاہدہ کشمیر کے بارے میں ہمارے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا اور شملہ معاہدہ یو این او کی پاس کردہ قرارداد اور وہاں ہونے والے معاہدہ اور وہاں کیئے جانے والے عہد کو بائی پاس کرنے کا باعث نہیں بنتا۔ شملہ معاہدہ کے بارے میں بجائے خود محترمہ وزیر اعظم کو ڈاکٹر عبدالغفور برخان سے اس بارے میں خصوصی ملاقات کرنی چاہیئے۔ وہ ان کو بتائیں گے خود مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے اس معاہدے کے بارے میں کیا جذبات تھے اور اسی طرح ان کے لڑکپن کو ایک mature باپ کی رائے کا سہارا مل جائے گا۔ ان کو فیصلے کرنے میں آسانی ہوگی۔ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے کشمیر کے لیے ہم متعدد جنگیں لڑ چکے ہیں اور کشمیر کے بارے میں پاکستان اور بھارت بین الاقوامی فورم پر وعدے کر چکے ہیں جس کے مطابق کشمیر کا حل ہونا ضروری ہے۔ سارک ممالک بھارت کی بالادستی کے خوف سے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے۔ پاکستان یقیناً تن تنہا بھارت کو مکمل شکست دینے کی اہلیت نہیں رکھتا لیکن پاکستان کا اپنا ایک مؤثر دفاع ہے اور ایک مسلسل مزاحمت ہے اور انڈیا کے اردگرد چھوٹے چھوٹے ممالک بہت

معمولی مزاحمت کی اہلیت رکھتے ہیں نتیجتاً ان مزاحم قوتوں نے آپس میں مل بیٹھ کر ایک ایسی راہ نکالی کہ نہ صرف وہ ایک جارح ملک کے ساتھ رابطہ رکھ سکیں بلکہ باہمی رابطے کے ذریعے سے چھوٹی چھوٹی مزاحم قوتیں ایک مؤثر دفاعی اہلیت میں ڈھل سکیں لیکن اقتدار بدلنے کے بعد محترمہ بے نظیر کے اقتدار میں آتے ہی سارک کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ سارک کا چیئرمین ان کو بنا دیا گیا اور سارک بیچاری ان کے دو نفلوں کی مار نکلی اور اس وقت عملاً سارک موجود ہی نہیں اور سارک کی یہ غیر موجودگی اور یہ بیماری دراصل اس کے چیئرمین کی ذمہ داری ہے جس نے سری لنکا پر ظلم ہوا آواز نہیں اٹھائی، مالدیپ کے لیئے آواز نہیں اٹھائی اور اسی طرح نیپال کو رگیدا جاتا رہا یہ خاموش رہے اور اب یہ ہوا کہ مسٹر راجیو گاندھی دوسری مرتبہ پاکستان تشریف لائے یعنی ۴۰ برس میں بھارتی وزیراعظم دو دفعہ پاکستان آتے ہیں اور یہ ۸ مہینوں میں ایک وزیراعظم کا پاکستان میں دوسرا دورہ ہے اور دونوں وزیراعظموں کی تیسری ملاقات ہے یقیناً اس کے پس پردہ کچھ حقائق ہیں کچھ واقعات ہیں وہ کچھ لینا چاہتے ہیں کچھ اہم قصہ ہے ان کا۔ حالیہ دورہ صرف یوں نظر آتا ہے جیسا ان کا پہلا انتخابی جلسہ تھا اور اس پہلے انتخابی جلسے کی اسٹیج سیکرٹیری ہماری محترمہ وزیراعظم تھیں جو پہلے ہی ان کے حریف، مرار جی ڈیسائی کے اوپر پھبتی کس چکی ہیں تو اب جبکہ ہم نے اسلام آباد میں ان کا کامیاب انتخابی جلسہ کروایا ہے تو پھر ہم ایک اور مہربانی کریں اپنے talented cousin کی کامیابی کے لیئے ہم اپنے وزیر داخلہ کی قیادت میں ایک وفد بھیجیں جس میں اوکاڑہ کے بعد ملتان میں خدمات انجام دینے والے رجسٹریشن آفس کی خدمات بھی ان کے سپرد کریں تاکہ وہ قومی رجسٹریشن کارڈ ہر ایک علاقے میں پندرہ پندرہ ہزار کی برتری ان کو دلا دے اس طرح دونوں cousins کی موجودگی علاقے میں امن کا باعث ہو جائے گی۔ جناب یہ ان کا انتخابی دورہ تھا اور اس انتخابی دورے میں وہ کامیاب لوٹے ہیں۔ یہ جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹنے والا اور بین الاقوامی تعلقات میں مہارت رکھنے والا خاندان اگر یہ ہمت رکھتا ہے تو پھر

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

کیا ضیاء الحق اور راجیو کی وہ مشترکہ پریس کانفرنس اور راجیو اور بے نظیر کی یہ مشترکہ پریس کانفرنس ایک ہی دن پوری قوم کو دکھانے کیلئے تیار ہیں تب راجیو ایک بچے کی طرح بیٹھا ہوا نظر آتا تھا اور اب ہماری وزیر اعظم کے گلے میں تھوک الٹکی تھی اس سے زیادہ ہمارے لیے اور کوئی باعث شرم بات نہیں ہو سکتی کہ ہمارے دشمن ملک کا وزیر اعظم پاکستان کی سیٹج پر بیٹھ کر کس کس طرح کی باتیں کر گیا ہے۔ کشمیر سیاچین کے بارے میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں اور جناب یہ دراصل ایٹمی پروگرام کے بارے میں فوجی قیادت اور سول قیادت کے درمیان ایک طرح کی غلط فہمی پھیلانے کی دانستہ کوشش تھی اور ایسی ہی کوشش پہلے وہ 'RAW' کے معاملے میں کر چکے تھے۔ جب اقتدار پی پی کی حکومت کو منتقل کیا گیا تو فوراً بعد انہوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ 'RAW' والے اس کو چلنے نہیں دیں گے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو دکھانے کیلئے کہ ہم بڑے بہادر اور جری ہیں بڑے فیصلہ کرنے والے ہیں جس وقت 'RAW' کا سربراہ پاکستان میں موجود تھا اس کی موجودگی میں آئی ایس آئی کے سربراہ کو تبدیل کیا گیا۔۔۔ مجھے پتہ ہے کہ وقت ختم ہو گیا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ مجھے روکیں میں اسی پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ جی! آپ نے مجھے ناخوشگوار فرض ادا کرنے سے روک دیا ہے۔

Now, I invite the honourable Adviser for Foreign Affairs Mr. Iqbal Akhund to wind up the discussion.

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین میں نے بھی اپنا نام لکھوایا تھا۔

Mr. Chairman: It is not on the list, I am sorry.

Mir Hussain Bakhsh Bangulzai: This is the mistake of your Secretariat.

جناب چیئرمین: نہیں mistake کے علاوہ یہ بھی ہے جی کہ آج اب وقت ہی نہیں رہا۔ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب میں نے اپنا نام نوٹ کرایا تھا۔ میں کل بھی اپنی تقریر کے لیئے انتظار کرتا رہا۔

پروفیسر خورشید احمد: میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم بجائے اس کے کہ آج اسے wind up کریں چونکہ کل بھی ہم مل رہے ہیں۔ میں اس لیے بھی یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ابھی آپ نے محرکین کو وقت دینا ہے۔۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: I think what we will do is......

پروفیسر خورشید احمد: آپ resolution دیکھ لیں اس کے بعد بتلایئے۔۔۔۔

Mr. Chairman: I am not allowing any resolution on this matter. I will allow five minutes to Mr. Bangulzai, I hope I will be grateful.

اگر اس میں آپ ختم کر لیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی: نہیں میں agitate کرتا ہوں پانچ منٹ کیوں؟

جناب چیئرمین: پلیز چونکہ وقت کم ہے ایک Call Attention نوٹس بھی ہے۔۔۔۔۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب میں اس دورانیئے میں کیسے اپنے جذبات کو explain کروں گا۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ تو آپ ضرور کریں۔ لیکن دیکھیں ناں بہت سے پہلو جو ہیں وہ آچکے ہیں کوئی نئی بات سامنے نہیں آرہی۔۔۔۔۔

میر حسین بخش بنگلزئی: یقیناً کوئی نئی بات سامنے نہیں آرہی لیکن جس انداز میں میرا نقطہ نظر ہوگا وہ تو میں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ یہ کوشش کریں کہ پانچ منٹ میں ختم کر لیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی: سر اگر پانچ منٹ کی بات ہے تو پھر میں تقریر ہی نہیں کرتا۔ مزید یہ کہ اگر جو ممبران منٹو صاحب کی طرح بالکل قصے کریں ان کو تو پون گھنٹہ دے دیں اور جو۔۔:

جناب چیئرمین: چلیں آپ شروع کریں سات منٹ لے لیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے آپکے سیکرٹریٹ

[Mir Hussain Bukhsh Bangulzai]

کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد جو بھی مقررین جس موضوع پہ بات کرنا چاہتے ہوں وہ لیسٹ بنائے وقت بالکل careful رہیں۔ انتہائی افسوس ہے اس قدر سپیکر ٹریٹ نالائق ملک جا رہا ہے۔

جناب والا! آج جو موضوع زیر بحث ہے وہ ہندوستان کے وزیر اعظم کا پاکستان کا دورہ ہے۔ میں اپنے جذبات اور خیالات مفکرِ پاکستان کے ایک شعر سے شروع کرنا چاہوں گا۔ (فارسی شعر)

آب و گِل کے اس وسیع کائنات میں انسان کو نار تار اور زنگ بنانے کی کیا ضرورت پڑی۔ جب کہ ابتدائے آفرینش سے کر آج تک انسان ایک بابا آدم کا فرزند ہے۔ اور یہ آب و گل کی دنیا اور آب و گل کی کائنات اس کے لئے موجود ہے تو پھر انسان کو آب و گل کے نقشے پر لکیریں کھینچ کر حکومتیں بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ منطقی طور پر انسان نے اپنی ضروریات اور حالات کے مطابق اپنے لئے حکومتیں بنائیں اور اپنے لئے ممالک ترتیب دیئے۔ ہندوستان کی آزادی کی جنگ کے دوران جب ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہندوستان پر سالہا سال حکومت کرنے کے باوجود ہم ہندوؤں کے ساتھ مل کر اس ملک میں نہیں رہ سکتے۔ تو اپنے حالات و ضروریات کے تحت مسلمانان ہند نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اُن کو ایک آزاد مملکت کی ضرورت ہے۔ اسلامیانِ ہند نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح کی لیڈر شپ میں ایک آزاد مملکت حاصل کر لی۔ اور یہ وہ مملکت ہے جس کے اندر تمام مسلمانوں کے جذبات و احساسات موجود ہیں تمام مسلمانوں کی قربانیاں اس میں موجود ہیں آج اس ملک کے مسلک اور اس کی تاریخ کے ساتھ، آج اس ملک کی ضروریات کے ساتھ تمسخر نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ آج کے حالات کسی بھی سیاسی تمسخر کے متحمل ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم اس سلسلے میں صرف تجزیہ کی بات اس ریجن کے حوالے سے آپ کی معرفت قوم کو پیش کر رہے ہیں کہ جہاں تک اس ریجن کا تعلق ہے جس میں پاکستان،

مالدیپ، سری لنکا بھوٹان، بنگلہ دیش، نیپال اور ہندوستان شامل ہیں۔ اس ریجن کے اندر اس وقت انڈیا اپنے حجم، طاقت، افواج، اور پیداوار کے حساب سے سب سے بڑا ملک ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمام چھوٹے ممالک کو اس بات کا خدشہ ہے کہ اس سمندر کے اندر کوئی بڑی مچھلی کسی چھوٹی مچھلی کو ہڑپ نہ کر جائے۔ انہی احساسات کے ساتھ ان ممالک نے ایک تنظیم بنائی جس کا نام سارک ہے سارک کے حوالے سے جب محترمہ بے نظیر بھٹو اس ملک کی وزیر اعظم کی حیثیت سے سارک کی چیئرمین بنیں تو یقیناً ان پر کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں ان فرائض کو انہوں نے تو ضرور اپنے ذمے لے لیا لیکن ان چھوٹے ممالک کے ساتھ اس ریجن کی ایک منی سپر پاور کے حوالے سے جو رویہ روا رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میں وزیر اعظم کی پالیسی کے حوالے سے اس کمزوری کو پیش کروں گا۔ آپ اس ریجن کے ساقی تو بن گئے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ

ے تیرے شیشے میں، مے باقی نہیں۔

انہوں نے سارک کے چھوٹے ممالک کو تحفظ دینا تھا لیکن وہ تحفظ اب باقی نہیں رہا۔ جناب والا! ہم ایک خود مختار قوم کی حیثیت سے ایک مہذب قوم کی حیثیت سے دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات ضرور چاہتے ہیں لیکن اس لحاظ سے نہیں چاہتے کہ کسی منی سپر پاور کے سامنے زانوئے تلمذ طے کریں اور ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے صرف یہ کہیں کہ:

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

ہم سب کچھ کسی طشتری میں سجا کر انڈیا کے سامنے کبھی اور قطعاً پیش کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں اور نہ کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔

جناب والا! ایک مقرر نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کی اس طاقت کے حوالے سے ہمارا سائز بہت چھوٹا ہے۔ اگر ہمارا سائز اتنا چھوٹا ہے تو پھر کسی کا کیا خیال ہے کہ ہم ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہیں۔ اور ہندوستان سے یہ کہیں کہ جب بھی آپ کا جی چاہے ہم لقمہ تر کی حیثیت سے آپ کے سامنے پیش ہیں۔ لیکن یقین رکھئے کہ جدوجہد کے حوالے

[Mir Hussain Bukhsh Bangulzai]

سے ہمارے پیغمبر اسلام نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے اور مولانا روم کے الفاظ میں :

گفت پیغمبر بآواز بلند

بر توکل زانوئے اشتر ببند

توکّل ضرور ہمارا نکتہ ایمان ہے۔ لیکن توکّل کے حوالے سے ہم اپنے دشمن کے سامنے ہاتھ باندھ کر کبھی نہیں بیٹھیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کوشش کریں سمیٹنے کی۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! میں سمجھتا ہوں۔ میں آپ کی آنکھوں کا رنگ دیکھ رہا ہوں جناب کہ آپ مجھے یقیناً کچھ کہنے کے لیے ضرور بولیں گے۔

جناب چیئرمین: درخواست کروں گا صرف۔

میر حسین بخش بنگلزئی: آپ کا حکم ہے تو ضرور۔ میں ایک پاکستانی کی

حیثیت سے ایک دعائیہ شعر کہتا ہوں اپنے ملک کے لیئے جس کا نام پاکستان ہے۔ اس ملک کی سربلندی اسی ملک کے دائم رہنے، اس ملک کی ترقی اس دعائیہ شعر کے اندر میں سمجھتا ہوں اور میرا یہ دعوٰی ہے کہ پاکستان کے دس کروڑ عوام کی آواز میرے ساتھ ہے ہم اس ملک کو سربلند رکھیں گے کسی منی سپر پاور کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکیں گے۔ ہم تمام ہمسائے ممالک کے ساتھ خارجی بنیادوں پر تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں لیکن برابری کی بنیادوں پر۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاست ایک زندہ سائنس ہے اور وقت بدلتا رہتا ہے وقت کے بدلنے کے ساتھ قدریں بھی بدلتی ہیں۔ مگر ان قدروں کے بدلنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم اپنے استحکام اور اپنی سربلندی اور اپنی برابری کے پہلو کو ڈراپ کریں۔ اس بات کی قطعاً کوئی اجازت نہیں دیتا۔ آیئے ہم اور آپ سب مل کر پاکستان کی سلامتی اور اس کے اقبال کی بلندی کے لیئے اور تمام بین الاقوامی برابری میں اس کی سربلندی کے لیئے ایک شعر میں میرا ساتھ دیں۔

گل اقبال تو دائم شگفتہ - بچشم دشمنانت خار شفتہ

جناب چیئرمین: شکریہ جناب۔
جناب اقبال اخوند صاحب۔

Mr. Iqbal Akhund: Mr. Chairman, this is the first occasion on which I have the honour to address this House.

Mr. Chairman: We welcome you to the House, Mr. Iqbal Akhund.

Mr. Iqbal Akhund: And I would like to thank you and through you the members of this august body fro allowing me to address it. I have listened attentively to this morning's discussion and I was also briefed fully about what was said in the previous day or two on the motion before the Senate. This morning the discussion has ranged far and wide and covered many fields - not only the subject of the motion but international politics, national psychologies, sociology and so forth. Yesterday my distinguished colleague, the Minister of State for Information answered point by point the various question and issue raised by the speakers of the day. The reason I am rising to deal with these points once again is because it apparent from this morning's discussion that the misapprehensions that were voiced yesterday - perhaps a more appropriate word would be misrepresentations - of the government's foreign policy continue to persist. I feel it is necessary to reiterate the essential elements of Pakistan's foreign policy. What emerges from the present discussion Sir, seems to be the opposition's sense of fear of India - a certain lack of self-confidence in dealing with that country, a very intense suspicion of anything connected with India and of any move by Pakistan and India to normalize their relations. It was asserted that India was going to establish its hegemony over Pakistan and that Pakistan is so helpless before India's size and might that it cannot and should not take the risk of dealing with it. It was suggested that if we sign a cultural agreement with India then our culture - presumably because it is so empty of content - that it will be over taken and eclipsed by all things Indian - Indian songs, Indian movies, Indian videos. Then it was affirmed that if a trade agreement is signed with India, our agriculture, our economy would be destroyed and ruined. These fears and suspicions seem to have been brought to a head by Mr. Rajiv Gandhi's recent visit to Pakistan. The Indian Prime Minister has come here twice in the last six months. On the first occasion he came in connection with the SAARC Summit. An issue has been made that allegedly he was given more time and affection than the other Heads of Government. The fact is that there were bilateral talks between our Prime Minister and Mr. Gandhi lasting altogether some three to four hours. The reason is that it is with Indian that we have problems to discuss. It is with India that we have disputes to settle, it is to India that we

[Mr. Iqbal Akhund]

must talk about these matters. So there were three to four extra hours of talks with the Indian Prime Minister and, as you know, Mr. Gandhi extended his stay for the purpose and the meeting yielded some results. None of the other heads of states/government expressed any unhappiness about it, on the contrary they understood it as entirely in the nature of things that Pakistan and India, which have had a history of tension and conflict, would need more time for discussions with each other than the other heads of states and heads of governments.

Then the Indian Prime Minister was again here a few days ago and this time sir, it was at his own initiative that the visit took place. He suggested that as he was going to Paris, for the bicentennial of the French revolution, on his way back home he would stop over overnight to continue the discussion held at the first meeting. These were not secret meetings. There no plots or confabulations. The substance of the discussions and the decision reached are spelled out n a joint statement which was issued at the end of the visit; among other things the two Prime Ministers confirmed the agreement concerning SIACHEN reached in the month of June. This agreement was followed by a meeting between the military authorities of the two countries in order to identify the future positions to which the troops of the two countries, that are in confrontation with each other, would redeploy. Sir, whatever any one might say about the general state of India-Pakistan relations was think that if this agreement is implemented, it would constitute progress and should be a matter of satisfaction to everyone.

Now, Sir, if Mr. Gandhi did not come here before it was not for lack of invitation. He was constantly being invited to come here. Now that he has come here, it is not a matter for us to be full of joy. It is not a matter for us of a miracle but that he has come here and some ice has been broken. a contact has been established. I ask you if president Reagon who called the Soviet Union, the evil empire, if he could go twice and three times and meet General Secretary Gorbachev, if today, Mr. Yasser Arafat who is in contact with Shamir what great wrong has been done if the Prime Minister of Pakistan and the Prime Minister of India get together and have a discussion on many issues that need to be settled.

A reference was made to trade. I would like to read some figures to put the things in perspective. We are not going to deliberately decide on matters which are going to destroy our industry, which are going to ruin our

agriculture. We are going to agree on things that are mutually beneficial. Balance of trade with India has remained in favour of Pakistan for the last 5 years, as under:

In 1985-86, we exported 28 million dollars worth of goods to India and we imported only 12 millions.

In the following years, the balance of trade was nearly 10 millions in our favour.

In 1987-88, it was 8 millions in our favour and in 1988-89 for the period of July to March, it is nearly 20 millions in our favour. You have to be an economist to see that this is not ruining the economy. This is mutually beneficial.

About Culture, Sir, somebody has said that we ruled over India for a thousand years. Anyone who goes to Indian can see that there has not only been a 'give and take' between the cultures of Islam and the culture of Hinduism but that we have been the main givers. He who goes to Agra and Delhi, he who eats Indian food, he who observes how Indians dress? Can there be any doubt of the Muslims contribution to the culture of India and what else are we afraid of? What is going to happen that we are so afraid of? Will/it be the video cassettes coming? Well, I can tell you that video cassettes from this country are being smuggled into India and they are much sought-after not only in India but also in other countries of South Asia.

Sir, a key element in our foreign policy is our relationship with India. It has been bad throughout. For 40 years, it has been a history of conflict and of confrontation. At the heart of it, I entirely agree that the Government has no difference of opinion on this. At the heart of it is the fact the dispute over Jammu and Kashmir remains unsettled and that Jammu and Kashmir remain unlawfully in the occupation of India. 40 years have gone by and I think whatever they may say about 'Atoot Ang' they know that it is not an 'Atoot Ang', For 40 years, the people of Kashmir have stood up and they have fought for that. To this day not a week passes that in Sri Nagar there is not some demonstration in favour of Pakistan. These are facts of life and we recognize this.

As far as the dispute of Kashmir is concerned, only one solution is possible and that one solution has to be acceptable not to India, not to Pakistan but to the people of Kashmir and we stand by them and we shall

[Mr. Iqbal Akhund]

not abandon them until they have exercised their right of self-determination. They and they alone must decide their future and this is what is at the heart of the Simla Agreement. The Simla Agreement, by no means, supersedes this principle. It did not take away any rights from the people of Kashmir. Nobody can take their rights. It did not dilute the force of the United Nations resolutions. It did not undo the responsibilities that fall on Pakistan and India and on the international community in that regard.

About the Simla Agreement, what the Simla Agreement did is to show the way towards a peaceful and step-by-step settlement of the Jammu and Kashmir dispute. We have gone to war over Kashmir, we have lost lives. War is not a policy in itself. We must not forget that what is our objective and there are many ways of attaining that objective. It is said that Mohtarma Benazir Bhutto did nor even talk about Kashmir in her discussion with Mr. Rajiv Gandhi. Well, Sir, that is not true. That is simply factually not correct. She did nor only talk to him at the SAARC Summit, at this recent meeting but also in the joint-press release which is at para 11. It says:

> "The Simla Agreement provided a firm basis for the progressive development of bilateral relations between Pakistan and India and for the resolution of all outstanding difference including the Jummu and Kashmir dispute."

This is a joint press release by Prime Minister Bhutto and Prime Minister Gandhi.

Meanwhile, Sir, siachen, the problem of Siachen as we all know arose out of the blue. It is not my purpose at this stage to speak about the hows and wheys. The only thing I will say is that it is really for this Government to ask for those who were in a position of responsibility who held power in their hands, ask them as to how it happened? How did it come about that all of a sudden we found ourselves dispossessed of an area where we have had our presence. What the present government is trying to do, Sir, is to re-deal with the situation which it has inherited, which it has not created? We are trying to restore the situation which prevailed at the time when the Indian intrusion took place. We want to remove the situation in which there is a confrontation, in which there is needless killings, in which there is a dangerous and distracting confrontation at much cost in

blood and money. We want do do that, so that we can begin to deal with India with the many difficult problems and disputes and major questions that are at issue between our two countries.

Now on Siachen, it was said that nothing had happened? They had come and gone. We are exactly where we were. This again is a result of some mis-information. This is what the joint-press release says. It refers to the Defence Secretaries' meeting and it refers to the meeting of army authorities held in July this year. It says:

> "Taking note of these discussions the two Prime Ministers directed that the Defence Secretaries of India and Pakistan in their future meetings work towards a comprehensive settlement in accordance with the Simla Agreement and that this settlement should be based on the re-deployment of forces to reduce the chances of conflict and avoidance of use of force and further directed that the army authorities should continue discussions to determine future positions on the ground to which re-deployment would take place so as to conform to the Simla Agreement and ensure durable peace in the area".

Government considers that this is a very satisfactory and of India's actions in the region. Sir, the matter of India's build up is a matter of deep concern to this Government. We share the anxiety expressed in the House of this score. We consider that India's present effective strength is out of all proportion to its needs or to any threat that it faces. We think furthermore that India's plans to acquiring blue water navy betokens ambitions and raises fears of designs beyond its borders. India's nuclear submarine, its new aircraft carriers, the 'Agni', IRBM (the intermediate range billastic missiles) these weapon systems raise question and misgivings not only in Pakistan but in many countries near and far. It seems to us strange and anomalous, at a time when the greatest to us strange and anomalous, at a time when the greatest military powers are reducing their arsenals, that in the South Asian region, where the peoples have so many unsatisfied needs, an arms race goes on unabated and is being constantly raised to higher levels of expenditure and sophistication and a nuclear arms race is threatened.

It would like to say a few words on the nuclear issue although I think the honourable Javed Jabbar has already covered the ground. This is an important issue and I think we should leave no manner of ambiguity about

[Mr. Iqbal Akhund]

it in any ones mind. Pakistan' a position is that we recognise that international and regional peace and security would be threatened by the prolifertion of nuclear weapons. We have, therefore, over a period of 25 to 30 years, consistently supported the objective of nuclear non-proliferation. we have consistently supported all steps to prevent nuclear proliferation. We have advocated and strictly to the policy of promoting peaceful uses of nuclear energy. We believe that a regional or bilateral agreement involving both India and Pakistan is essential to avert the threat of nuclear proliferation in South Asia. At the same time we have made it clear that while Pakistan is against nuclear proliferation, while Pakistan favours, advocates and works for a regional solution we will not accept any restrictions that are unilateral in nature. We will not accept that Pakistan should be singled out for invidious treatment in this matter. We hold, Sir, that the only way for both India and Pakistan to do what other major countries and groups of countries and alliances are doing i.e. to sit together t discuss and agree on a programme of reciprocal arms control and arms reduction. We believe that there is a strong body of opinion in both countries which favours the diversion of resources from military expenditures to economic and development uses that is the way, not only to ensure that progress and prosperity of the peoples of both countries but also to enhance their security.

I come now to the question of Indian activities in the region.

First Nepal. On this matter we made our position clear from the start. We support fully and unreservedly Napal's sovereignty and independence. We believe that it has the right to pursue the policies that it considers to be in its national interest. We support its legitimate and internationally recognized rights as a land-locked country. We fully endorse the Nepalese, Government's efforts to settle the present dispute with India through bilateral negotiations in an atmosphere free of threat or pressure.

Sir, the Government have not been sitting with folded hands while these developments in Nepal and Sri Lanka have been taking place. I myself has opened to be in Khatmandu shortly after India announced the ending of its Trade and Transit Treaty with Nepal, and I had the honour of being received by His Majesty the king; I also met the Prime Minister and the Foreign Minister. I assured the Nepalese leaders that Pakistan's sympathies were with them not only on a moral plane but that we would do what w

could, situated though we are at a great distance, to assist and help Nepal in its present difficulties. A quantity of pharmaceuticals was immediately flown out of Nepal. Honourable members are no doubt aware that PIA gives a large discount on air-freight to Nepal. On this very day the Minister of State for Finance Mr. Piracha is in Nepal and has offered a one million dollar loan. I feel that the concern and criticism expressed in the Senate about the Government's alleged reaction their appreciation and thanks to Pakistan for the position we have taken in their support.

Similarly our position in quite clear on Sri Lanka, where our concern is two-fold.

Sir, perhaps I am over-stepping my time and you wish me to wind up.

Mr. Iqbal Akhund : Our concern is two-fold-firstly as Chairman this year of SAARC and secondly as a country in the region. As you know Sahabzada Yaqub Khan, the Foreign Minister recently visited Colombo, and then Delhi and had talks in both places which were very useful. He conveyed the views of each to the other and this morning we have had a piece of news which is encouraging. This is to the effect that a joint communique has been issued between the two countries saying that India will begin to withdraw contingents of its troops and thereafter discussions will begin for a final settlement of the questions at issue between the two countries.

Sir, in conclusion, may I make some observations of a general nature. While in this House there is much argument and contention on the Government's policy towards India, there is in fact no quarrel among the people of the country on the foreign policy of Pakistan. The foreign policy of Pakistan is based on national imperatives and reflects national consensus. The fundamental aims and purposes of our policy are to safeguard the country' security, to promote its progress and prosperity and to maintain good relations with all countries of the world, not least of all with our neighbours. As the saying goes a country can choose its friends but not its neighbours. I do not think any one here would suggest that if an opportunity arose to normalise relations with India and to settle our long-standing disputes with that country that we should pass up or refuse to explore such opportunities. Sir, I would like to say this and I say it with all the respect which is due to you Mr. Chairman and to this august House which

[Mr. Iqbal Akhund]

represents, in its collectively, the wisdom of accumulated experience. The opposition has every right to criticise government policies, it has every right to oppose policies that they do not approve of; it is not only their right but it is the function of the Opposition to do so; but, Sir, criticism must have credibility, opposition must carry conviction. It is not by unfounded assertions, by ill-informed affirmations, by emotional outbursts and must less by ill-intentioned insinuations, that this high purpose is served. The duty of the Opposition is not simply to criticise for the sake of criticising but to propose alternative policies. In the current debate little was said in specific terms by the critics of government policy............ about what policy they would like the Government to follow, what is the policy we should follow towards India, towards China, towards our friends, towards our foes. I think it is to these matters that attention of this august body should be turned. The tone of bitterness that has sometimes animated these debates, gives an impression that this country is deeply divided and polarised on national issues. This is of course a totally false impression, it is simply not the fact that there is a division in the country on fundamental issues of foreign policy.

Nevertheless we appreciate the present discussion as a reflection of the keen interest of the honourable Members in the country's foreign policy an interest that relations with India generate among the people of Pakistan. For a democratic government, a government that has come into office after eleven years of dictatorship, it is a cardinal principle that all foreign policy issues be openly discussed and people be fully taken into confidence. i can assure you that the Foreign Office and my office are eager to make themselves more frequently available to Members so that we can have more informed debates. I sincerely hope that today's discussions and future debates will help to strengthen national consensus on foreign policy issues. I thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you very much. Prof. Sahib I am sure you and Behrawar Saeed Sahib would like to exercise a right of reply but I think if you agree we would adjourn this to tomorrow I mean the reply of it. And today we take up the call attention notice.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! کہ اس پر آپ ذرا دوبارہ غور کر لیں خاص طور پر مشیر وزارت خارجہ کے اس ارشاد کے بعد کہ ہمیں مثبت مشورے ملنے چاہئیں۔ ہم نے دیئے بھی ہیں اور میں اسی چیز کو ریزولیوشن میں بھی لانا چاہتا ہوں آپ کو پیش کرنے سے پہلے دکھالوں گا کل اس پر غور کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔

CALL ATTENTION NOTICE

Mr. Chairman: Thank you. Call attention notice, this is item No. 4, Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد: تحریک زیر قاعدہ ۵۸ کا کیا حشر ہونا ہے؟

جناب چیئرمین آج وقت نہیں ہے تو اس کو کسی اور وقت پر لے لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: نہیں کسی اور وقت پر نہیں۔۔ یا تو آپ طے کر لیں کہ کل لے لیں گے کیونکہ کل ہی کا وقت ہے ہمارے پاس۔

جناب چیئرمین: کل وقت ہے ہم لے سکتے ہیں میرے خیال میں کل آپ کا جو right of reply ہے غالباً آپ زیادہ سے زیادہ دس دس منٹ لے لیں گے کیونکہ اس میں

[Mr. Chairman]

You should only be answering those things which have crept up during the debate and which require an answer.

پروفیسر خورشید احمد: وہ تو کل دیکھیں گے لمبی تقریر نہیں کریں گے۔

Mr. Chairman: I think the purpose of the right of reply is that something new has crept up which requires an answer from your side. It is not an opportunity for a fresh debate or a fresh speech because then of course I would have to give the opportunity to this side again. So, you should confine yourself to those points which have been raised in the speech of the honourable Adviser or Mr. Javed Jabbar which require your notice and attention and on which you would like to express an opinion. So, we will take it tomorrow.

پروفیسر خورشید احمد: اس کا ہم پورا پورا احترام کریں گے اور کل کے ایجنڈے میں رول نمبر 85 کے تحت موشن شامل کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی میں اس کو دیکھ لوں گا۔ کیونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا۔

So you can take it up, I have no objection to that. So now we will take up item No. 4.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں بڑے ادب اور بڑے دکھ کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھا رہا ہوں خدا گواہ ہے کہ اس معاملے میں کسی کی ذات زیر بحث نہیں ہے غلطی سب انسانوں سے ہو سکتی ہے لیکن جمہوریت نام ہے احتساب کا، اور وہ افراد جو جمہوریت میں کوئی بھی ذمہ داری کا منصب رکھتے ہوں خواہ وہ پارلیمنٹ کا رکن ہے، خواہ وہ وزیر ہے خواہ وزیر اعظم ہیں خواہ صدر مملکت ہیں جتنا اُن کا مقام ہے اُتنا ہی اُن کا احتساب بڑا اور ضروری ہے اور جناب والا! میں صرف جمہوریت کا سہارا نہیں لے رہا ہوں بلکہ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی روایت یہ ہے کہ جب ایک نو مسلم بادشاہ نے خانہ کعبہ میں ایک آدمی کو اس بنا پر چانٹا مارا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: صرف پانچ منٹ ہیں آپ پہلے موشن تو پڑھ دیں ناں۔

پروفیسر خورشید احمد: جی ہاں آپ بالکل مطمئن رہیں میں بالکل خیال رکھوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے وہ مثالیں رہیں جسکو ہمیں emulate کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: موشن تو پڑھ دیں ناں تاکہ پتہ چلے کہ

پروفیسر خورشید احمد: جی موشن دراصل یہ ہے

"Alleged manhandling of a senior officer of his Ministry by the Federal Minister for States and Frontier Regions, Kashmir Affairs and Northern Areas."

تو اس پر حضرت عمر فاروق نے اُسے موقع دیا کہ اُس کا بدلہ لیں اور سب کے سامنے لیں۔ جب حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے نے ایک آدمی کو کوڑا مار دیا۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے publicly اُسے کہا کہ ان کے بیٹے کو دُرا مار دو اور چاہو تو باپ کے بھی مار دو۔ اس لیے کہ اسی کے کہنے پر اُس نے یہ تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے۔

تو جناب والا! ہمارے سامنے کسی فرد کا معاملہ نہیں ہے۔ ہمارے سامنے ایک بنیادی issue ہے۔ اور وہ issue یہ ہے میں نے اس کا نوٹس دینے سے پہلے انتظار کیا کہ جو خبر اخبار میں آئی ہے اگر غلط ہے تو اس کی تردید آ جائے لیکن جب اس کی تردید نہیں آئی۔ تو پھر میں نے اسے اپنا جمہوری اور اسلامی فرض سمجھا کہ پوری دردمندی کے ساتھ حکومت کو متوجہ کروں کہ مسلم اخبار کی رپورٹ کے مطابق سب سے پہلے یہ واقعہ ایک....

سیکریٹری کے ساتھ پیش آیا اور اس بنا پر کہ اُس نے ایک جملہ کہا اور اس سیکریٹری کو میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے ہمت سے کہا کہ ہاں یہ آپ کو غلط رپورٹ نہیں ہوا۔ اور اس کے جواب میں وزیر صاحب نے اسے ایک طمانچہ رسید کیا۔

اس کے بعد دوسرا معاملہ گاڑیوں کے بارے میں ہوا اور جب ایک سرکاری افسر سرکاری فیصلے کے مطابق وزیر کو متوجہ کرتا ہے کہ آپ فلاں گاڑی کو رکھنے کے مجاز نہیں ہیں اُسے آپ فلاں کے لئے دیجئے تو وہ اس کے جواب میں اُس کی پٹائی کرتا ہے۔ اس پر جناب والا! میں نے یہ توجہ دلائی ہے کہ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ وزیر بن کر کوئی نئی مخلوق نہیں بن جاتا۔ کسی وزیر کو، کسی

[Prof. Khurshid Ahmed]

وزیر اعظم کو، کسی صدر کو کسی ممبر پارلیمنٹ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسروں کی عزت کے ساتھ کھیلے۔ اور خاص طور سے سرکاری ملازمین، اگر وہ اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہے ہیں تو آپ کو کوئی بات پسند ہو یا ناپسند، ان کی عزت، ان کا احترام ملحوظ رکھیں، اگر اختلاف ہے تو آپ قاعدے، قانون کے مطابق اختلاف کیجئے۔ لیکن ان کے ساتھ دھینگا مشتی اور دست و گریبان ہونا یہ نہ شریف آدمی کا طریقہ ہوتا ہے اور نہ ذمہ داری پر جو لوگ ہوں ان کو زیب دیتا ہے۔ اس طرح آپ گویا پوری سول سروس کو terrorise کر رہے ہیں آپ ایک قسم کے گسٹاپو بنا جائیں گے آپ، اور جو معاملہ facism کے اندر ہوا تھا وہ آپ اس ملک میں کر رہے ہیں۔ تو اس بنا پر میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ راستہ اختیار نہ کیا جائے اور میں آپ کی توجہ آج کے "مسلم" کے ایڈیٹوریل کی طرف مبذول کراؤں گا جس نے اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ manhandling یہ راستہ جمہوریت میں اگر آپ نے اس کا دروازہ کھولا، کسی مہذب معاشرے میں کھولا تو وہ معاشرے کو تباہ کر دے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: لیکن صرف ایک آدمی کو پیٹنے سے یہ public importance کا معاملہ کیسے بنتا ہے؟

پروفیسر خورشید احمد: بالکل بنتا ہے جناب اس لئے کہ ایک شخص کے مارنے کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے پوری سول سروس کے ساتھ یہ معاملہ کیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحب آپ نے جواب دینا ہے۔

جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی ہاں جناب مجھے جواب دینا ہے۔ اور پھر جیسا کہ انہوں نے مسجد نبوی سے شروع کیا میں فتح مکہ سے شروع کرتا ہوں۔ جناب پروفیسر صاحب کو یہ واقعہ یاد ہو گا جیسا آپ فتح مکہ کے بعد مکہ میں کھڑے تھے اور ہندا سامنے سے تین دفعہ گزری تو آپ نے آخر میں کہنا پڑا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں ہندا کا بہت بڑا ہاتھ تھا آپ کا کلیجہ چبایا اور ساتھ ہی انکے کچھ اعضاء کو بطور ہار کے پہنا۔

تو آپؐ نے فرمایا کہ ہندہ میں نے پہلی دفعہ بھی تم کو پہچان لیا تھا دوسری دفعہ بھی پہچانا تھا اور اب بھی پہچانتا ہوں لیکن میں رحمتہ اللعالمین ہوں شفقت کے لئے آیا ہوں درگزر کیلئے آیا ہوں۔ دین اسلام میں درگزر سب سے بڑی بات ہے جناب چیئرمین! قاضی کی اب ضرورت نہیں رہی۔ یہ باہمی ذاتی طور پر کچھ ان صاحب اور اس افسر کا جھگڑا ضرور ہوا لیکن اپنے طور پر ایک دوسرے کے بھائی کے طور پر انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اب اس قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ورنہ بصورت دیگر یہ public importance کا معاملہ نہیں بنتا میرے پاس -------

جناب چیئرمین: مطلب آپ کا یہ ہے کہ اگر زیادہ آدمیوں کو پیٹا جائے تو پھر بنتا ہے ویسے نہیں بنتا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس کے لئے اگر آپ سننا پسند فرمائیں۔

جناب چیئرمین: میں نے وہ ویسے کہا تھا

You can not raise technical objections to this.

آپ جواب دیں اس چیئر کا۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کے درمیان صلح صفائی ہو گئی ہے اب قاضی کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib when I am speaking you have to keep quiet. What I am saying is

کہ میں نے ایک light mood میں بات کی تھی call attention notice پر technical objections نہیں ہوتے آپ کو جواب دینا ہوتا ہے۔ دس منٹ آپ کے پاس۔ پانچ منٹ ان کے پاس A matter is drawn to your attention اس پر آپ جو بھی جواب دینا چاہیں آپ دیں۔ لیکن یہ ٹیکنیکل نہیں

ہوتاکہ جی public importance کا معاملہ نہیں میں نے صرف in light vain کہا ہے
Not seriously

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا جو غلط فہمی تھی یا ان کا آپس میں جھگڑا تھا وہ طے ہو گیا ہے لہذا اب قاضی کی ضرورت نہیں رہی۔ نہ اس سے جمہوریت کو نقصان پہنچ رہا ہے نہ پہنچنے کا احتمال ہے نہ جمہوریت میں کوئی خلل واقع ہو رہا ہے یہ دو آدمیوں کا جھگڑا تھا جو آپس میں انہوں نے نپٹا لیا ہمارے قاضی بننے کی ضرورت اب نہیں رہی۔

Mr. Chairman: That brings to the end today's business. So, I adjourn the House to meet again tomorrow at 10.00 A.M.

[The House adjourned to meet again at 10.00 A.M. on Sunday, July, 30. 1989].